رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ہفتہ وار

قادیان

الحکم

اخبار

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی
بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ:-
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول:-
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت و والیان ریاست سے .... [illegible]
امراء و رؤساء سے [illegible]
معاونین سے [illegible]
عوام سے [illegible]
ممالک غیر سے [illegible]

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر ماہ عیسوی کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ
۲/

جلد ۴۲ | مؤرخہ ۶ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۰-۱۱

خلافت جوبلی فنڈ کیلئے جماعت احمدیہ امرتسر کی مخلصانہ قربانی

خلافت جوبلی فنڈ کی مرکزی کمیٹی نے بٹالہ۔ امرت سر اور لاہور ہر سہ شہروں سے خلافت جوبلی فنڈ کی نگرانی کا کام خاکسار کے سپرد فرمایا۔ جس کی تعمیل میں خاکسار بٹالہ کے چندے کا کسی گذشتہ اشاعت میں ذکر کر چکا ہے۔ اس کے بعد امرتسر شہر سے اس فنڈ کے وعدے لینے کے لئے خاکسار معہ منشی محمد دین صاحب ملتانی مختار عام صدر انجمن احمدیہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۹ء کو گیا۔ اور ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ امرتسر کے مکان پر اترا۔ اور ان سے مشورہ کے بعد ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب اسسٹنٹ سرجن فنانشل سیکرٹری امرتسر سے ملا۔ پھر پروگرام بنا کر کام شروع کیا گیا۔ اور جمعہ کی نماز تک بعض احباب سے ملاقات کی۔ پھر خطبہ جمعہ میں تمام احباب جماعت جمع ہوئے ان سے اس فنڈ کی اہمیت اور ان کی ذمہ واری پر کچھ بیان کیا۔ نماز کے بعد بہت سے احباب نے وعدے لکھوائے۔ اس کے بعد رات کے نو بجے تک ہم بعض احباب کے گھروں پر گئے۔ اور اس طرح ہم نے ایک دن میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنا کام خیر و خوبی ختم کیا۔ اور میں اس اعلان میں نہایت مسرت محسوس کرتا ہوں۔ کہ امرت سر کے احباب نے صرف ایک دن میں نہ صرف اپنے اس بجٹ کو پورا کر دیا۔ جو ان کے ذمہ مرکزی کمیٹی نے لگایا تھا۔ بلکہ اس سے زیادہ رقوم کے وعدے لکھوائے۔ حالانکہ ابھی دس بارہ دوست باقی ہیں۔ جن کے متعلق امید کی جاتی ہے۔ کہ جلد سے جلد اپنے وعدوں سے خاکسار کو اپنے فنانشل سیکرٹری صاحب کی معرفت اطلاع دیں گے۔

امرت سر شہر کے ذمہ مرکزی کمیٹی نے ان کے سالانہ چندوں کے بجٹ کو مدنظر رکھ کر مطابق قواعد چار ہزار روپیہ کی رقم مقرر کی تھی۔ مگر نہایت خوشی کی بات ہے کہ احباب نے اپنے فرض کو پہچانتے ہوئے ایک ہی دن میں چار ہزار ستاسی روپیہ کے وعدوں سے ہمیں خوش وقت فرمایا۔ ہمارے امرت سر پہنچنے سے پیشتر دوستوں نے فنانشل سیکرٹری صاحب کو جو وعدے لکھائے تھے وہ دو ہزار روپیہ کے لگ بھگ تھے۔ اس حساب سے ہمارے امرتسر پہنچنے کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ خدا کے فضل و کرم سے دو ہزار روپیہ سے زیادہ کے وعدے لکھوائے گئے۔ اور ان کی ادائیگیوں کا پختہ وعدہ کیا۔ اور ادائیگیوں کی تاریخیں مقرر کر دی گئیں جزاہم اللہ احسن الجزا۔

وعدوں میں اضافے

نماز جمعہ کے بعد جب احباب کو اس فنڈ کی اہمیت محسوس ہوئی۔ تو انہوں نے اس چندہ میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیا۔ اور ایسا حیرت انگیز قربانی کا نمونہ دکھایا کہ مجھے جو کہ یہ تحریک کرنے کے لئے گیا تھا شرم محسوس ہونے لگی۔ کہ میں جو انہیں تحریک کرتا ہوں قربانی میں ان کی آخری صف میں بھی بیٹھنے کے قابل نہیں۔ ایک ایک کر کے دوست جوش سے بڑھتے۔ اور اپنی استطاعت سے زیادہ چندہ لکھواتے۔ سب سے پہلے میاں عبد الرحیم صاحب ورق ساز نے جو وہاں کے ایک سکول میں چپڑاسی ہیں ایک سو روپیہ دینے کا اعلان کیا۔ اور اسی وقت قادیان میں صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ کے نام اپنی امانت سے ایک سو روپیہ کا چک لکھ دیا۔ وہ روپیہ پہلے دے چکے تھے۔ اسی طرح میاں عطاء اللہ صاحب وکیل امرت سر نے باوجود اپنے اخراجات کی فراوانی کے نہایت فراخدلی سے اپنے سابقہ وعدہ کو دوگنا کر دیا۔ یعنی مبلغ نو سو روپیہ کی رقم ان کے نام لکھ لی گئی۔ اسی طرح میاں عبد الرشید صاحب جو لاہور کی میاں فیملی میں سے ہیں ان کا وعدہ دس روپیہ کا تھا۔ مگر جب ہم ان کے مکان پر پہنچے۔ اور مختصر طور پر اس فنڈ کی اہمیت بیان کی۔ تو انہوں نے اپنا چندہ بیس گنا کر دیا۔ اسی طرح ان کے داماد ڈاکٹر شریف احمد صاحب نے ساٹھ روپیہ کا وعدہ کیا۔

دلی شکریہ اور دعاء

غرض جس دوست سے بھی ملے اس نے اس فنڈ

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم تراب منزل قادیان سے شائع ہوا

کی اہمیت معلوم کر کے بھی جہانتک اس کی استطاعت یا کہ ایثار نے اسے اجازت دی۔ فوراً بلا تامل اپنا چندہ دوگنا۔ سہ گنا۔ چار گنا تک کر دیا۔ مثلاً بابو سراج دین صاحب نے پہلے دوگنا۔ پھر کئی گنا بڑھا دیا۔ اسی طرح میاں غلام نبی صاحب مسگر نے باوجود مشکلات کے اپنا سابقہ وعدہ کئی گنا کر دیا۔ غرض میں کہاں تک ہر ایک شخص کا نام لیکر بیان کروں۔ کیونکہ جن دوستوں سے ملاقات کی۔ ان میں سے کوئی ایسا احمدی نہ تھا۔ جس نے ایثار سے کام نہ لیا۔ اور جس نے دلی شرح اور اطمینان قلب اور مزید شوق سے اس فنڈ میں بڑھ کر حصہ نہ لیا۔ میں تمام ایسے چندہ دہندگان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ تو اپنے بندوں کا خود متکفل ہو۔ ان کی نیتیں۔ ان کے عمل سے۔ اور ایسا ہی عمل ان کی کوششوں سے بڑھ کر پاک مصفےٰ بنا دے۔ ان کے مال اور دولت اور اہل وعیال اور عزت و مرتبہ میں ان کے وعدوں کی طرح دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ اور ہم سب کو توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے دین برحق اسلام اور تیرے سچے سلسلہ احمدیہ کے لئے جن قربانیوں کے کرنے کی بھی ضرورت آئے۔ ہم بخوشی ان کے کرنے کے لئے تیار رہوں۔ امین یا رب العالمین

میں ان تمام دوستوں کا بھی خلوص سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے اس فنڈ کی فراہمی کے لئے اپنا وقت خرچ کرکے۔ اپنا آرام ترک کرکے بارش اور سردی میں ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ جن میں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب۔ میاں عطاء اللہ صاحب وکیل۔ ڈاکٹر معراج دین صاحب امیر جماعت و ڈاکٹر محمد منیر صاحب نائب امیر۔ سید بہادل شاہ صاحب۔ اور میاں عبد الرشید صاحب کے صاحبزادے محمد احمد صاحب قابل ذکر ہیں۔ یہ تو اس فنڈ کی فراہمی کے لحاظ سے تھا۔

حسن سلوک کا شکریہ

اب میں ذاتی طور پر تمام ان دوستوں کا ممنون ہوں۔ جنہوں نے ہمیں اپنی محبت آمیز تواضع اور خاطرداری سے نوازا۔ اور مہمان نوازی کے حق سے بڑھ کر ہمیں آرام پہنچایا۔ اور گو میں حسب عادت قدیم ڈاکٹر محمد منیر صاحب کا مہمان تھا۔ اور انہی کے ہاں ٹھہرا تھا۔ مگر ان کی مہمان نوازی مکرمی میاں عطاء اللہ صاحب کی دلی محبت اور خوشی والی دعوت اور ان کے ہاں شب باشی۔ اور ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب وٹرنری اسسٹنٹ نیز میاں عبد الرشید صاحب کے مخلصانہ ناشتوں کا جو اثر دل پر ہے۔ اس سے صاف محسوس ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ہو کر ہم ایک نئی برادری کے افراد بن چکے ہیں۔ مکرمی ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن نے جس محبت سے ہم سے سلوک کیا وہ یقیناً ایک گہرا اثر دل پر چھوڑتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہی ان تمام دوستوں اور بھائیوں کا خود متکفل ہو۔ اور ہماری طرف سے بہترین جزا دے۔

ایک قابل ذکر احمدی نوجوان

اس کے بعد میں چوہدری عبد الحمید صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ۳۴۰ روپیہ کا وعدہ کر کے اپنی کمی کو پورا کر دیا۔ جو امرتسر کے بجٹ میں ان کے وعدے کے درج ہونے سے پیشتر تھی۔ اللہ تعالےٰ چوہدری صاحب کے اعزاز میں اور مرتبہ میں ترقی دے کر اپنے سلسلہ کے کاموں میں دلچسپی عطا فرمائے۔ بالآخر میں ان تمام دوستوں کا بھی مشکور ہوں جو محبت سے۔ خوشی سے ہماری باتیں سنیں۔ اور دلی محبت سے اس فنڈ میں حصہ لیا۔ مگر جن کا نام میں ان سطور میں نہیں لکھ سکا۔

جماعت احمدیہ لاہور سے گذارش

ذیل میں امرتسر کے دوستوں کے وعدے درج کرتا ہوا لاہور کے دوستوں سے گذارش کرتا ہوں۔ کہ اب ان کی باری ہے۔ ان کے ذمے ۲۷۰۰۰ روپے کی رقم ہے جو انہوں نے دینی ہے۔ اور ہم نے لینی ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے قبول کرنی۔ اور بہتر سے بہتر بدلہ دینا ہے۔ انشاء اللہ وتوفیقہ میں وہاں کے امیر شیخ بشیر احمد صاحب۔ اور مکرم نائب امیر اور اس فنڈ کے انچارج قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے اور ہر حلقہ کے فائنانشل سیکرٹریوں اور دیگر ذمہ وار کارکنوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے لاہور پہنچنے سے پیشتر مجھے اطلاع دیدیں کہ ۲۷۰۰۰ روپیہ کے وعدے ہو چکے بلکہ وصولی بھی ہو چکی۔ تاکہ میں جو اکثر سفر میں بیمار ہو جاتا ہوں لاہور نہ آؤں۔ اور یہاں بیٹھے بیٹھے اخبار الفضل میں اعلان کر سکوں۔ کہ الحمد للہ لاہور کی جماعت اپنی ذمہ واری سے سبکدوش ہو چکی ہے۔ اور وہ سالانہ نہیں بلکہ پچیس سالہ امتحان میں سو فیصدی نمبر لے چکی ہے۔ اور اس کا نام پاس شدہ جماعتوں کی فہرست میں درج ہے۔

سید محمد اسحٰق

(۱) میاں عبد الرشید صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین	۲۰۰/-	۲۰۶/-
محمود احمد صاحب پسر ″ ″	۳/-	
عزیز احمد صاحب ″ ″ ″	۳/-	
(۲) میاں عبد الرحیم صاحب ورق ساز		۱۱۵/-
(۳) خاندان ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب بذریعہ قاضی محمد منیر صاحب		۱۰۰۰
(۴) میاں عطاء اللہ صاحب بی۔ اے وکیل	۸۰۰/	۹۰۰
اہلیہ صاحبہ ″ ″ ″	۵۰/	
بچگان ″ ″ ″ ″	۵۰/	
(۵) چوہدری عبد الحمید صاحب ایس۔ ڈی۔ او ہائیڈرو الیکٹرک برانچ		۳۴۰
(۶) خواجہ عبد الرحیم صاحب سوداگر پشمینہ		۲۵۰
(۷) ڈاکٹر معراج دین صاحب امیر جماعت احمدیہ	۱۵۱/	۲۲۶
″ فخر الدین صاحب پسر ″ ″ ″	۷۵/-	
(۸) ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن فائنانشل سیکرٹری امرتسر		۱۶۰
(۹) میاں سراج الدین صاحب ڈیپارٹڈ سپرنٹنڈنٹ میونسپلٹی		۱۰۰/
(۱۰) میاں غلام نبی صاحب مسگر	عہ	۱۰۰
محمد شریف صاحب پسر ″	عہ	
محمد لطیف صاحب ″ ″	ے	
میاں محمد شفیع صاحب ″ ″	ص	
(۱۱) مرزا غلام حسن صاحب ریڈر سیشن جج		۱۰۰
(۱۲) ڈاکٹر شریف احمد صاحب پسر میاں عبد العزیز صاحب مغل		۶۰/
(۱۳) ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب وٹرنری اسسٹنٹ سرجن		۲۵/-
(۱۴) چوہدری عبد القادر صاحب	۳۰/	
(۱۵) مرزا ارشد بیگ صاحب	۴۰	
(۱۶) میاں فضل الدین صاحب	۱۵	
برمکان میاں عطاء اللہ صاحب۔		
(۱۷) ڈاکٹر محمد الدین صاحب معہ اہلیہ و بچگان		۶۰/-
(۱۸) میاں غلام قادر صاحب ڈرافٹسمین		۳۰/-
(۱۹) چوہدری نذیر احمد صاحب		۳۰/-
(۲۰) میاں فیروز الدین صاحب دوکاندار		۲۰/-
(۲۱) مستری مہر اللہ صاحب ملازم ریلوے		۲۰/-
(۲۲) حافظ مبین الحق صاحب شمس		۳۰/-
(۲۳) میاں شفیع احمد صاحب		۱۵/-
(۲۴) اہلیہ میاں غلام نبی صاحب مسگر		۶/-
(۲۵) شیخ عبد الرشید صاحب		۱۵/-
(۲۶) محمد نذیر صاحب پوسٹمین		۱۰/-
(۲۷) نور محمد صاحب سقہ معہ اہلیہ و پسر		۸/-
(۲۸) میاں محمد امین صاحب چوک بجلی	۳/	۸
احمد الدین صاحب برادر ″ ″ ″	۲/-	
منور احمد صاحب ″ ″ ″ ″	۲	
والدہ محمد امین صاحب ″ ″ ″	۱	
(۲۹) محمد اسد اللہ صاحب دوکاندار		۱۲/-
(۳۰) میاں امیر الدین صاحب		۱۸/-
(۳۱) ماسٹر خیر الدین صاحب سکول ماسٹر		۱۲/-
(۳۲) خواجہ ظہور شاہ صاحب		۲۵/-
(۳۳) سید بہادل شاہ صاحب		۱۰/-
(۳۴) حکیم عبد الغفار صاحب		۱۰/-
(۳۵) میاں محمد دین صاحب ملازم پولیس		۵/-

(۳۶) میاں نواب دین صاحب درزی ۵/ (۳۷) قریشی محمد صادق
صاحب ہیڈ کنسٹیبل ۵/ (۳۸) شیخ عبد المالک صاحب۔ ۱۰/
(۳۹) مستری محمد دین صاحب ۵/ (۴۰) مستری نور محمد صاحب
۲/۸/ (۴۱) مستری جان محمد صاحب ۲/۸ (۴۲) ماسٹر محمد طفیل
صاحب۔ ۵/ (۴۳) چوہدری اللہ بخش صاحب معہ اہلیہ۔ ۳/
(۴۴) بابو محمد ابراہیم صاحب۔ ۵/ (۴۵) والدہ محمد لطیف صاحب
۵/- (۴۶) سید محمد حسین صاحب۔ ۲/ (۴۷) سعیدہ بیگم صاحبہ ۱/۸
(۴۸) محمد اسمٰعیل صاحب درزی ۲/- (۴۹) سید احمد طالبعلم ۱/۸
میڈیکل سٹوڈنٹس امرتسر بذریعہ عطاء الرحمن صاحب۔ (۵۰)
چوہدری عبد الکریم صاحب عہ۔ راجہ بشارت احمد صاحب عہ۔ محمد احمد
صاحب عہ۔ طفیل احمد صاحب عہ۔ چوہدری عبد اللطیف صاحب
عہ۔ عطاء الرحمن صاحب عہ۔ اختر محمود صاحب عہ۔ کل ۲/۵/-
(۵۱) میاں ظفر الدین صاحب ۱/- (۵۲) مستری فضل احمد صاحب
۲/- (۵۳) اہلیہ میاں جان محمد صاحب ۱/- (۵۴) ہمشیرہ
مسعود احمد صاحب عہ۔ نانی عم۔ حمیدہ ہمشیرہ عم مسعود احمد
صاحب طالبعلم عہ کل ۲/- (۵۵) مراد بی بی صاحبہ ۱/-
(۵۶) میاں محمد دین صاحب ۱/۸/ (۵۷) میاں سلطان احمد صاحب
۵/ (۵۸) میاں جان محمد صاحب ۱۲/ (۵۹) ماسٹر مبارک احمد صاحب
۵/ میاں عبد الرحیم صاحب ۲/

میزان کل ۴۰۸۷ روپیہ

سیرت المہدی کا ایک ورق

جناب مولوی محمد الدین صاحب واصل باقی کی قلم سے

مغرب کی نماز مسجد مبارک کی چھت پر ادا ہوتے وقت مسجد مبارک کے محراب کے مغرب میرزا نظام دین وغیرہ نے اپنے صحن خانہ میں معہ دیگر آٹھ نو کس مجلس لگا رکھی تھی۔ اور حقہ نوشی ہو رہی تھی۔ صفوں پر مطرب۔ اور چارپائیوں پر اہل مجلس بیٹھے تھے۔ ادھر مولوی عبدالکریم صاحب نے تکبیر تحریمہ بآواز بلند کہی۔ اُدھر طبلہ اور سارنگی پر مطربوں نے چوٹ لگا دی۔ اور گانا بجانا شروع کر دیا مگر ہماری نماز میں غضب کی محویت تھی۔ اس طرف خیال بھی نہیں جاتا تھا۔

ان دنوں کھانا حضرت صاحب مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر تناول فرمایا کرتے تھے۔ ایک چپاتی پوری بھی نہ کھاتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی کچھ باقی چھوڑ دیتے۔

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا۔ کہ قرآن شریف کس طرح آئے۔ آپ نے فرمایا۔ اتقوا اللّٰہ ویعلمکم اللّٰہ ترجمہ ان الفاظ میں فرمایا تم تقوےٰ کرو خدا تمہارا خود استاد ہو جائے گا۔ پھر میرے دل میں گذرا۔ کہ میں علم دین سے ناواقف ہوں اور مولوی لوگ مجھے تنگ کریں گے۔ میں کیا کروں گا۔ اور حضرت صاحب سے پوچھنے سے بھی شرم کر رہا تھا۔ آپ نے بغیر میرے سوال کئے کے (جبکہ آپ بائیں پہلو پر مسجد مبارک کے چھت پر محراب کے سامنے لیٹے ہوئے تھے۔ اور آپ کا سر جانب شمال تھا۔ اور میں پیٹھ کے پیچھے بیٹھ کر مشرق کی طرف مونہہ کئے مٹھیاں بھر رہا تھا) لیٹے لیٹے میری طرف منہ فرمایا۔ اور ایسے بلند لہجہ اور رعب ناک انداز سے فرمایا۔ کہ میں کانپ گیا۔ فرمایا (ہماری کتابوں کو پڑھنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوگا)

سر سید احمد خانصاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کے بارہ میں ذکر ہو رہا تھا۔ کہ انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ میدان قیامت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اُمتی اُمتی فرمائیں گے تو میں قومی قومی کہوں گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ میدان قیامت تو بہت ہولناک ہے سر سید صاحب کا جب ایک لاکھ روپیہ غبن ہو کر ضائع ہو گیا تھا۔ اس وقت اگر ان کا بیٹا اسمٰعیل ڈھارس نہ دیتا۔ تو سر سید صاحب اس غم سے مر گئے ہوتے۔ ان کی تو وہی مثال ہے کہتے ہیں کسی شہر کا نام قُم تھا۔ اور اس میں شاہ وقت کی طرف سے ایک قاضی مقرر تھا۔ بادشاہ کو بیٹھے بیٹھے یہ مُقفّٰے فقرہ سوجھ گیا۔

”ایہا القاضی فی قُم۔ انا عزلناک فقُم“ بادشاہ نے فی الفور یہ لکھ کر قاضی قم کو بھیج دیا۔ قاضی بے چارہ پڑھ کر حیران تھا۔ کہ کس قصور میں معزول ہوا ہوں آخر معلوم ہوا۔ کہ قصور تو کوئی نہیں تھا۔ صرف بادشاہ کو مقفّٰے فقرہ سوجھ گیا۔ اس نے خوشی میں آکر قاضی کو لکھ دیا اور معزول کر دیا۔

مواہب الرحمٰن صفحہ ۹۹۔ انتم شہداء اللّٰہ فلا تکتموا الشہادۃ واخبروا عبادہٗ۔
ترجمہ۔ شما گواہان خدا ہستید پوشیدہ مکنید گواہی را و بندگان خدا خبر بدہید۔

اس کی تعمیل میں میں اب وہ باتیں تحریر کرتا ہوں جن کے تحریری نوٹ مجھے اپنی یادداشتوں سے دستیاب ہوئے ہیں۔

”روحانیات ان آثار و علامات کا نام ہے۔ جو شریعت حقہ کے کامل اتباع سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ کیفیتیں ہوتی ہیں۔ اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ جب تک خود اپنے پر وارد نہ ہوں“ حضرت صاحب

ذاتی عداوت کے معنے۔ جس عداوت میں عقل کا دخل نہ ہو۔ مثلاً شیر کی دشمنی بکری سے۔ بلی اور چوہا وغیرہ جیسے مسیح اور دجال کی“ (حضرت صاحب)

”اگر شمس مغرب سے چڑھے گا۔ تو ہم کو مفر نہیں کیونکہ مہدی تو ہدایت اور اصلاح کے واسطے آویگا۔ تو بہر حال اس سے پہلے ہی ہوگا۔ کیونکہ اگر بعد طلوع مہدی آوے تو کیا حاصل۔ پھر کافر کیا مومنوں اور رسولوں کی بھی توبہ منظور نہ ہو گی۔ کیونکہ رسول بھی استغفار پڑھتے ہیں“ (حضرت صاحب)

”شاہ عبدالقادر جیلانی نے متعدد جگہ بیعت کی۔ اگر ایک چراغ ایک جگہ روشن کیا جائے۔ تو دوسرا چراغ روشن کرنے سے روشنی دوگنی ہوتی ہے“ (حضرت صاحب)

”انسان میں ایک قوت شر ہے۔ یعنی داعی الی الشر دوسری داعی الی الخیر۔ گویا وہ ذوالقوتین ہے۔ اور ذوالاختیارین۔ چونکہ یہ درمیان ہے۔ چنانچہ اس کا نام انسان جو اُنسان سے ماخوذ ہے رکھا گیا ہے“

(حضرت صاحب)

”ملک فرشتہ ملکیت سے ماخذ ہے۔ چونکہ بحکم آیت یفعلون ما یومرون۔ فرشتے وہی کام کرتے ہیں۔ جو حکم الٰہی ہوتا ہے“ (حضرت صاحب)

”فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارۃ کے معنے یہ ہیں۔ کہ جس طرح علت کے قائم رہنے تک معلول کا وجود قائم رہتا ہے۔ مثلاً آگ اس وقت تک جلتی ہے جب تک اس میں ایندھن رہے۔ اسی طرح اگر کافر اور بت نہ ہوتے تو دوزخ کا وجود پیدا نہ ہوتا۔ گویا کافر اور بت دوزخ کا ایندھن ہو رہے ہیں۔ جس سے دوزخ بنا ہے۔ اس آیت کی تفسیر دوسری آیت ہے انکم وما تعبدون حصب جہنم (الانبیاء)

(حضرت صاحب)

”اول خدا نے اپنا بروز آدم کو بنایا۔ جیسا کہ اس کا نام خلیفۃ اللّٰہ ہے۔ پھر قابیل کا شیث بروز بنایا۔ اسی طرح ہر ایک رسول پہلے رسول کا بروز ہی ہوتا رہا ہے۔ خدا تعالےٰ نے چار بروز اس زمانہ میں نکالے۔ ایک دجال کا۔ دوسرا یاجوج ماجوج کا۔ تیسرا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ چوتھا عیسےٰ علیہ السلام“۔

دجال پہلے دنیا میں موجود تھا۔ اگر موجود نہ ہوتا تو دجال کا نام ہی کہاں سے آیا۔ اور اس زمانہ میں کل افراد دجال نے بروز کیا ہے۔ اسی واسطے اس کا نام الدّجال ہے۔ الف۔ لام استغراق کا ہے“

(حضرت صاحب)

یاجوج ماجوج بخت نصر (جس نے یہود کے بیت المقدس کی تخریب کی تھی) اور طیطوس (دیکھنے کا وقت) کا بروز کیا۔ یہ دونوں بروز شر کے تھے۔ اس کے مقابل پر خدا تعالےٰ نے دو دوسرے بروز پیدا کئے۔ ایک دفع شر کے لئے اور دوسرا افاضہ خیر کے لئے۔ جو بروز دفع شر کے لئے کیا۔ اس کا نام عیسےٰ رکھا۔ کیونکہ عیسےٰ کے معنے عبرانی زبان میں دفع شر کے ہیں۔ اور جو بروز افاضہ خیر کے لئے کیا۔ اس کا نام احمدؐ اور محمدؐ رکھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے۔ حمد اوصاف پر کی جاتی ہے۔ اور جتنے اوصاف کسی میں بڑھ کر ہوں۔ اتنی ہی حمد اس کی زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ الحمد للّٰہ میں جو حمد ہے وہ خدا کے رب اور رحمٰن اور رحیم اور مالک وغیرہ پر کی گئی ہے۔

اور یہ احمدؐ اور محمدؐ کا بروز افاضہ خیر کرے گا۔ یعنی مسلمانوں کی جو اندرونی حالت بگڑی ہوئی ہے اس کو درست کرے گا۔ اور جو اپنا ایمان کھو بیٹھے ہیں وہ دولت ایمانی ان کو پھر لا کر دیوے گا۔ یہی معنے اس حدیث کے ہیں۔ لو کان الایمان بالثریا لنالہ رجل من الفارس۔ مولویوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز تسلیم کر لیا ہے۔ جو اعلےٰ اور ارفع ہے۔ اور حضرت عیسےٰ کے بروز سے بے فائدہ ڈرتے ہیں جو ہماری کام تھا۔ اس کے واسطے تو بروز کافی سمجھتے ہیں۔ اور جو چھوٹا کام ہے اس کے لئے اصل تجویز کرتے ہیں۔

سوال۔ عیسائی پہلے بھی موجود تھے پھر کسر صلیب کے کیا معنے؟

عیسائی آج سے سو برس پہلے برا نام ہی تھے اور اسلام کا ستارہ بلندی پر تھا۔ اس وقت ان کو اس قدر شرارتوں اور حملوں کی طاقت نہ تھی

گویا وہ قید تھے۔ اس پر ثبوت یہ ہے۔ کہ جسقدر دلیری اور جسارت سے اس سو برس کے عرصہ میں جس قدر تالیفیں عیسائیوں نے اسلام کی تخریب اور توہین کے لئے لکھی ہیں۔ وہ سو برس سے پہلے کوئی نکال نہیں سکتا۔ اور یہ سب کچھ تیرھویں صدی میں ہُوا۔

(قلب اور دماغ) قلب بادشاہ اور دماغ وزیر ہے۔ جن لوگوں نے دماغ کو ہی سب کچھ سمجھ رکھا ہے وہ بڑی غلطی پر اور سچے فلسفہ سے محروم ہیں۔ قلب میں ایک قوت ہے۔ جس سے وہ اپنے خدا سے الہام پاتا ہے۔

(وہ الہام خفی ہو یا جلی) اور جس طرح چیونٹی یعنی کیڑی مٹھے کی اطلاع پا لیتی ہے۔ اسی طرح دل بھی الہام پا لیتا ہے۔ اور دل کو دیگر قوٰی سے ایسا تعلق ہے۔ جیسا خدا کو اپنے عرش سے ہے۔ اور قلب کے ظاہر معنے ہیں۔ پھرنے والا۔ اور باطنی معنے ہیں۔ تغیرات روحانی میں ترقیات کرنے والا ؛

مکتوباتِ احمدیہ

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام۔

میں خلیفہ صلاح الدین صاحب کا بہت ممنون ہوں۔ کہ انہوں نے میری بار بار کی درخواست پر ان مکتوبات کی نقل الحکم کو اشاعت کے لئے دینی منظور کر لی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک مخلص اور وفادار جان نثار کو وقتاً فوقتاً لکھے۔ جن میں بعض آج کی اشاعت میں شائع کر رہا ہوں۔ (محمود احمد عرفانی)

(کارڈ) ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی

مجی عزیزی اخویم خلیفہ رشید الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا محبت نامہ پہنچ کر تسلی اور راحت حاصل ہوئی۔ جلسہ ۲۷ دسمبر ۹۲ء کے لئے بفضلہ تعالےٰ تیار رہیں۔ اور بخدمت اخویم میاں عبد الحکیم خانصاحب السلام علیکم باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار۔ غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔

۱۲ نومبر ۱۸۹۲ء

لاہور میڈیکل کالج خدمت میں اخویم خلیفہ رشید الدین صاحب خلف خلیفہ حمید الدین صاحب۔

(خط) ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی

مجی عزیزی اخویم خلیفہ رشید الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی خدمت میں عبد اللہ روانہ ہوتا ہے۔ آدمی غریب طبع اور عاجز ہے۔ آپ اپنی مہربانی کے سایہ کے نیچے اس کو جگہ دیں۔ بہت بیمار رہا۔ اس لئے پہلے نہیں جا سکا۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔

۱۵ دسمبر ۱۸۹۲ء بروز جمعہ

(کارڈ) ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزی مجی اخویم خلیفہ رشید الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ آپ کو۔ اور عزیز میاں عبد الحکیم خانصاحب کو جلسہ پر آنے کی فرصت دے۔ اور میں بھی مشتاق ہوں۔ کہ آپ دونوں عزیز ضرور تشریف لاویں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار۔ غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔

۱۸ دسمبر ۱۸۹۲ء

لاہور میڈیکل کالج۔ بخدمت اخویم عزیزی خلیفہ رشید الدین صاحب طالب علم۔

(خط) ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی

مشفقی عزیزی مجی خلیفہ رشید الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ادویہ مرسلہ آپ کی پہنچ گئیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔ دو مرتبہ سفید دوائی آنکھوں میں لگائی گئی۔ بہت فائدہ ہے۔ اور چیپڑ جو آنکھ میں آتے تھے موقوف ہو گئے ہیں۔ اور صورت آنکھ کی صحت کی طرف بدلی ہوئی ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ القدیر یہ دوائی بہت فائدہ کرے گی۔ ابھی تک آنکھیں کھولنی شروع نہیں کیں۔ مگر لڑکا سبز پارچہ نہیں باندھتا۔ جب باندھا جاتا ہے تو اتار دیتا ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام۔ بخدمت اخویم مجی میاں عبد الحکیم خانصاحب السلام علیکم۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی اللہ عنہ

۱۰ جنوری ۱۸۹۳ء

(خط) ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی

مجی مخلصی عزیزی اخویم خلیفہ رشید الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا محبت نامہ اور تحفہ لکھنؤ۔ جو آم نہایت عمدہ اور شیریں تھے پہنچا۔ تمام گھر میں اور جماعت میں تقسیم کئے گئے اور ہر ایک ان کو کھا کر بہت خوش ہوا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء لکھنؤ میں ہمارے دوستوں میں سے کوئی نہ تھا۔ اس لئے خط نہ لکھا۔ امید ہے اب آپ کے قیام سے تحریکات شروع ہو جائیں گی۔ ہمیشہ اپنی خیریت و عافیت سے مطلع و مسرور الوقت فرماتے رہیں۔ اخویم محمد یوسف صاحب کو السلام علیکم پہنچے۔ خدا تعالےٰ آپ کی رفاقت میں ان کی پریشانی بھی دور کرے ؛

یہ خط ۱۸۹۳ء کا ہے۔ جبکہ حضرت والد صاحب مرحوم مغفور تعلیم سے فارغ ہو کر لکھنؤ میں متعین ہو گئے تھے اس خط پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستخط محفوظ نہیں رہے۔

خاکسار خلیفہ صلاح الدین

حالاتِ چین پر جلسہ

مجلس خدام الاحمدیہ محلہ دار الفضل کے زیر اہتمام مؤرخہ ۱۱ مارچ ۳۹ء بعد نماز عشاء زیر صدارت جناب مولٰنا عبد الرحیم صاحب نیرؔ ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جناب شیخ عبد الواحد صاحب فاضل مجاہد چین نے ایک نہایت دلچسپ تقریر کی۔ جس میں آپ نے چین کے سیاسی حالات۔ چین و جاپان کی لڑائی۔ اور چین کے موجودہ حالات کو احسن پیرایہ میں بیان فرمایا۔ آپ نے وہاں اپنی تبلیغی کوششوں اور روکاوٹوں کا بھی ذکر کیا۔ اور بتایا کہ کس طرح انہوں نے خدا تعالےٰ کے فضل کیساتھ باوجود عیسائیوں کی طاقت۔ اور ان کے مشن کے باوجود مسلمانوں پر کامل جمود کے۔ اور باوجود اپنی سرو سامانی کے کامیابی حاصل کی۔ اور "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا چینی ترجمہ شائع کر کے ملک میں پھیلایا۔ آپ نے نومبائعین کے اخلاص کا بھی ذکر کیا۔ اور نوجوانوں کو خدمت دین کے لئے نکلنے کی تحریک فرماتے ہوئے بتایا۔ کہ کسطرح ایک متوکل علی اللہ انسان پر اللہ تعالےٰ کا فضل نازل ہوتا ہے۔

ناصر احمد مجاہد تحریک جدید

وقارِ عمل

۳۰ مارچ کا دن خدام احمدیہ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت ہاتھ سے کام کرنے کا دن مقرر کیا تھا۔ قادیان کے تقریباً تمام احمدی محلوں نے اس تقریب میں حصہ لیا۔ مٹی ڈالنے کا کام محلہ دار الرحمت کی سڑک پر کیا گیا ۳۲ گروہ کام کرنے والے تھے ہر سرگروہ پچاس آدمیوں پہ سرگروہ تھا۔ اور ہر گروہ کے ماتحت پانچ پانچ گروپ لیڈر تھے اور ہر گروپ لیڈر دس آدمیوں پر نگران تھا۔ اس کے علاوہ آٹھ انتظامی محکمے قائم کئے گئے تھے۔ جن کے سپرد حسب ذیل کام تھے (۱) انتظام نگرانی (۲) نگرانی متعلقہ اورسیرز (۳) دفتر مجلس و انکوائری آفس (۴) سٹور سائیکل رکھنے کا انتظام (۵) پہرہ (۶) پانی (۷) فرسٹ ایڈ (۸) بیت الخلاء اس کام میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور خاندان نبوت کے دیگر ممبر۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب وغیرہ بزرگان شامل تھے ...... احباب نے کام نہایت عمدگی اور محنت سے سرانجام دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟

(۳)

کل قوموں کا موعود اسلام میں پیدا ہوگا

جب یہ بات واضح طور پر ثابت ہو گئی۔ کہ موعود کل ادیان ایک ہی ہو سکتا ہے۔ نہ کہ الگ الگ کئی وجود۔ تو اس کے بعد یہ مسئلہ قابل حل رہ گیا۔ کہ وہ موعود کل ادیان کس قوم میں پیدا ہوگا۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ایسا موعود جو کل ادیان کا موعود کہلا سکے۔ وہ صرف اسلام میں ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ دوسرے مذاہب اس کے متحمل ہی نہیں ہو سکتے۔ جس کے ثبوت میں کئی ایک دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً

(۱) اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے سب سے ضروری اور اہم بات جو پیش کی جا سکتی ہے۔ یہ ہے کہ ایسا موعود ایسی قوم میں آنا چاہیئے۔ جو تمام اقوام کی اصولاً جامع ہو سکتی ہو۔ اس کے کئی پہلو ہیں۔

اوّل اس قوم کا مذہب حکم کرتا ہو۔ کہ دوسروں کو اپنے مذہب میں شامل کرو۔ اور ایسی قوم نہ ہندوؤں کی ہے نہ عیسائیوں کی۔ کیونکہ ہندو قوم تمام اقوام کو اپنے مذہب کے اصول کے ماتحت اپنے اندر شامل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ان کی کتب قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دیتیں۔ آجکل آریہ لوگوں نے کہنا شروع کیا ہے۔ کہ دوسرے مذاہب والوں کو بھی اپنے اندر شامل کر لیا جائے مگر اُن کے ہی اس خیال پر انکا ہی دوسرا خیال ضرب لگا رہا ہے۔ چنانچہ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ سب سے پرانا مذہب ہندو دھرم ہے۔ باقی سب مذاہب بعد میں پیدا ہوئے۔ تو جس صورت میں ہندو رشیوں کے سامنے اور ان کی وید کے نازل ہونے کے وقت کوئی دوسرا مذہب تھا ہی نہیں۔ تو وہ دوسروں کو اپنے اندر شامل کرنیکا خیال بھی کس طرح لا سکتے تھے۔ اور اگر کوئی ایسا قول وید میں موجود ہے۔ تو وہ یقیناً ایسے زمانہ میں وید میں شامل کر لیا گیا ہے۔ جبکہ دوسرے مذاہب پیدا ہو چکے تھے۔ اور یا پھر یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ وید سے قبل بھی دیگر مذاہب موجود تھے۔ حالانکہ آریہ سماج کے نزدیک نہ وید میں کوئی منتر ملایا گیا۔ اور نہ وید سے پہلے کوئی مذہب موجود تھا۔ اور اگر کہا جاوے۔ کہ وید کے پرمیشر کو معلوم تھا۔ کہ آئندہ زمانہ میں دوسرے مذاہب بھی پیدا ہونگے۔ اس لئے وید میں پیش گوئی کر دی گئی تھی۔ تو یہ خیال بھی اُن کے اپنے عقیدہ کی رُو سے باطل ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک الہامی کتاب میں پیشگوئیاں نہیں ہوتیں۔

پس عقلاً اور نقلاً یہی بات درست ہے۔ کہ ہندو دھرم دوسروں کو اپنے اندر شامل نہیں کر سکتا۔ دوسروں کو شامل کرنا تو درکنار بعض ہندوؤں کا تو یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ اگر کوئی غیر ہندو وید پڑھے تو اس کے کان میں سیسہ پگلا کر ڈالا جاوے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی اپنے تبلیغی دائرہ کو محدود قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں ورسولاً اِلیٰ بنی اسرائیل۔ کہ میں صرف بنی اسرائیل کی طرف نبی ہو کر آیا ہوں۔ چنانچہ اُن کے پاس جب بعض لوگ ہدایت کے طلبگار ہو کر آتے ہیں۔ تو وہ ان کو صاف کہتے ہیں۔ کہ میں بچوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں ڈالتا۔ اور انجیل میں لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے حواریوں کو نصیحت کی تھی۔ کہ دوسری اقوام کے پاس تبلیغ کے لئے نہ جانا۔

اسلامی تعلیم۔ مجھے فخر ہے۔ اور بفضل خدا فخر ہے۔ کہ میرے پیارے نبی (ہزار ہزار درود اور سلام انپر ہوں) نے ہی آکر اعلان کیا۔ انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ کہ میں تمام قوموں کی ہدایت کے لئے آیا ہوں۔ لاشرقی ولا غربی۔ کہ میرا تعلق نہ صرف مشرقی لوگوں سے ہے اور نہ صرف مغربی لوگوں سے۔ بلکہ آسمانی نور کی طرح میری ہدایت دنیا کے کناروں تک پھیلنے والی ہے۔ اور صرف قرآن پاک نے ہی فرمایا ہے۔ لانذرکم بہ ومن بلغ۔ کہ میں ہر اس شخص کے لئے ہوں جس تک بھی میری آواز پہنچ سکے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں ایسا موعود آ سکتا ہے۔ جو تمام قوموں کا موعود بن سکے۔

دوم ایسی قوم میں ایسا موعود آ سکتا ہے۔ جس قوم کا مذہب دوسرے مذاہب اور اُن کے انبیاء کی نہ صرف عزت کرتا ہو۔ بلکہ اُن کو خدا کے سچے رسول یقین کر کے اُن پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہو۔ یہ بات بھی عیسائیوں اور ہندوؤں میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ عیسائی اور ہندوؤں کا کسی دوسرے مذہب اور ان کے کسی نبی پر ایمان لانا تو درکنار وہ تو دوسرے کے بزرگوں اور نبیوں کو جب تک جی بھر کر گالیاں نہ دے لیں ان کو صبر نہیں آتا۔ مگر

میں خوش ہوں۔ کہ میرا پیارا مذہب اسلام ہی ہے۔ جو علی الاعلان کہتا ہے۔ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کہ ہر قوم کی طرف خدا کے نبی اور رسول آئے تھے۔ اس لئے کہو لا نفرق بین احد من رسلہ۔ کہ ہم بغیر تفریق تمام اقوام کے نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اس لئے موعود کل ادیان مذہب اسلام میں ہی آ سکتا ہے۔

تیسرے ایسی قوم میں وہ موعود آنا چاہیئے جسمیں شامل ہو کر کچھ چھوڑنا نہ پڑے بلکہ کچھ زیادہ ملے۔

اس نظریہ کے ماتحت جب ہندوؤں اور عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے عقائد پر ہم غور کرتے ہیں۔ تو ہم کو اُن سے سخت مایوس ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ عیسائیت بجز بائیبل کسی کتاب کو الہامی نہیں سمجھتی۔ اس لئے اگر کوئی ہندو عیسائی ہونا چاہے۔ تو اُس کو وید کا انکار کرنا پڑیگا۔ اسی طرح عیسائی چونکہ ہندوؤں کے رشیوں کو خدا کی طرف سے یقین نہیں کرتے اس لئے ایک ہندو کو عیسائی بنتے وقت اپنے رشیوں کی تکذیب کرنی پڑیگی۔ اسی طرح اگر ایک مسلمان عیسائی یا ہندو بننا چاہے۔ تو اُسے بھی اپنی کتاب کو معاذ اللہ جھوٹی اور اپنے نبیوں کو معاذ اللہ جھوٹے کہنا پڑیگا۔

مگر میں کیسا خوش قسمت ہوں۔ کہ میرا مذہب اسلام ایک ہندو کا بھی غمخوار بنتا ہے۔ اور اُسے کہتا ہے۔ کہ اے خدا کے بندے اگر تو میری گودی میں آئیگا۔ تو میں نہ صرف یہ کہ میں تجھسے تیرے پیارے کرشن کی تکذیب ہی نہ کراؤنگا۔ بلکہ تیرے لئے اس کی عزت وعظمت کرنیکو ضروری قرار دونگا۔ اور اسی طرح نہ صرف یہ کہ تیری کتاب کو جھوٹی قرار نہ دونگا۔ بلکہ تجھ سے اقرار کراؤنگا۔ کہ وہ الہامی کتب تھیں۔

اسی طرح ایک عیسائی۔ ایک بدھ مذہب والے اور ایک پارسی کو بھی میرا اسلام یہ سکھاتا ہے۔ کہ میں تجھ سے تیرے بچھڑے ہوئے رشیوں نبیوں کی عزت بھی کراؤنگا اور اس پر ایک زائد انعام بھی دونگا۔ کیونکہ میرا پیارا نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص قوم کا رسول نہیں۔ بلکہ اپنے اندر تمام نبیوں کی خوبیاں رکھنے کی وجہ سے سب دنیا کی قوموں کا نبی ہے۔ اور میری کتاب کسی دوسری کامل کتاب کا حصہ نہیں۔ بلکہ فیہا کتب قیمۃ اس میں پہلی تمام کتب کا مضمون بھی موجود ہے۔ اور اس سے زائد بھی۔ اس لئے الیوم اکملت لکم دینکم کے مبارک دعوے کیساتھ یہ کامل کتاب ہو کر سب کتب کی جامع ہوئی۔ لہذا اس پر ایمان لاکر مزید انعامات حاصل کرو۔

غرض اسلام کے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو ہر قوم کے نبی کا نور موجود ہے۔ اور اسلام کی کتاب قرآن کریم میں کل کتابوں کی تعلیم موجود۔ اس لئے موعود کل ادیان صرف اور صرف ایسی قوم میں ہی آ سکتا ہے۔ جس کا نبی تمام نبیوں کا جامع۔ اور جس کی کتاب کل کتابوں کی جامع ہو۔ اور ایسی قوم بجز اسلام کے اور کوئی نہیں۔

موعود کے مختلف ناموں کی حکمت

اب ایک سوال باقی رہ جاتا ہے۔ کہ اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ آنے والا موعود کل ادیان صرف اسلام کا تابع ہو کر ہی آ سکتا ہے۔ تو پھر جو مختلف مذاہب میں اس کے مختلف نام بتائے گئے۔ اس کا کیا حل ہوگا؟

ج۔ اس سوال کا حل بالکل آسان ہے۔

(۱) پہلا جواب تو یہ ہے۔ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک انسان اپنے مختلف تعلقات کی وجہ سے مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مثلاً زید اپنے باپ کا بیٹا ہوگا۔ اور اپنے بیٹے کے لحاظ سے باپ ہوگا۔ بیوی کے لحاظ سے خاوند ہوگا۔ بہن کے لحاظ سے بھائی ہوگا۔ اسی طرح کسی کا خالو ہوگا۔ کسی کا ماموں ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح آنے والا موعود ہوگا تو ایک ہی۔ مگر مختلف مذاہب کا ہادی ہونیکی وجہ سے مختلف ناموں سے موسوم کیا جائیگا۔ مثلاً مسلمانوں کے لئے وہ مہدی ہوگا۔ عیسائیوں کے لئے مسیح ہوگا۔ ہندوؤں کے لئے کرشن اور کلکی اوتار ہوگا۔ اسی طرح ہر قوم کے لحاظ سے اسکا نام الگ ہوگا۔ اور ہر ایک قوم اپنے

تعلق کا اظہار کرتی ہوئی اسی نام سے اس کو بلائیگی جس کا ان کو وعدہ دیا گیا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ دنیا میں یہ عام دستور ہے۔ کہ ایک چیز کو دوسری چیز کا نام بعض مشابہتوں کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔ مثلاً زید کو اس کی بہادری کی وجہ سے ہم شیر کہہ دیتے ہیں یا اس کو بہت بڑا سخی ہونے کی وجہ سے حاتم کہہ دیتے ہیں یا پہلوان ہونے کی وجہ سے رستم کہہ دیتے ہیں۔ اسی طرح اعلیٰ درجہ کے حکیم کو مسیح الملک کہہ دیتے ہیں۔ اسی طرح آنے والے موعود کا حال ہوگا۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ کی خوبیوں کا جامع ہونے کی وجہ سے عیسیٰ کہلائیگا۔ کرشن کے صفات کا جامع ہونے کی وجہ سے کرشن کہلائیگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہونے کی وجہ سے محمد مہدی کہلائے گا۔ اور ایسی آمد کو بروزی آمد کہتے ہیں۔

چنانچہ یہ بروز کا مسئلہ قریبًا ہر قوم میں پایا جاتا ہے۔ مگر بعد میں اصل بات کو بھلا کر اس کو مختلف رنگ دیدئیے۔ ہندو بھی بروزی آمد کے قائل تھے۔ اور حضرت کرشن نے ان کو یہی سبق سکھاتے ہوئے گیتا میں وعدہ دیا تھا۔ کہ "جب دھرم کی ہانی ہوتی ہے۔ تو میں پاپیوں کا ناش کرنے اور دھرمیوں کی حفاظت کرنے کے لئے دنیا میں اوتار کی شکل میں آتا ہوں"۔

(گیتا بحوالہ ویر بھارت کا کرشن نمبر 1937ء ص 16)

مگر افسوس اس پاک مسئلہ کو نہ سمجھ کر کہیں تو تناسخ کا مسئلہ گھڑ لیا گیا۔ اور کہیں مختلف جانوروں میں خدا کا حلول تسلیم کر لیا گیا۔

یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی ان کے نبی بروزی آمد کا مسئلہ تو سمجھا گئے تھے۔ مگر افسوس کہ انہوں نے بھی مجاز کو حقیقت سمجھتے ہوئے ایلیاہ کی بروزی بعثت کو حقیقی بعثت سمجھکر اُس کے آسمان سے ہی آنے کے منتظر رہے۔ اور اسطرح حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اولوالعزم انبیاء کی صداقت کو قبول کرنے سے محروم ہو گئے۔

غرض سب اقوام کی طرف آنیوالا موعود ایک شخص نے ہونا تھا جس نے اسلام کے تابع ہو کر آنا تھا۔ اور اس نے تمام موعودوں کا مثیل اور ان کا بروز بن کر آنا تھا۔ اور اس نے مشرق میں آنا تھا۔ اس نے ہندوستان میں آنا تھا۔ اس نے تحصیل بٹالہ اور دریائے بیاس کے قریب کدعہ یعنی قادیان میں آنا تھا۔ اُس نے نور لیکر آنا تھا۔ ہاں اُس نے تمام نوروں کے جامع افضل الانبیاء و سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیافتہ ہوکر آنا تھا۔ جس کا نور مشرق سے مغرب تک بسرعت پھیلنے والا۔ اور دائمی تھا۔

موعودِ کل ادیان آگیا

اے مختلف اقوام کے بزرگو! تم کو مبارک ہو۔ کہ آپ سب کا موعود بروزی رنگ میں مشرقی ممالک یعنی ہندوستان کی ایک تحصیل بٹالہ کی ایک بستی قادیان میں دائمی نور ہاں بجلی کی طرح آناً فاناً پھیلنے والا نور لے کر آگیا۔

باقی آئندہ

ٹرینگانو

گرم ممالک کے بازار مختلف قسم کے انسانوں اور پھلوں کے لئے بہت دلکش نظارہ پیش کرتے ہیں۔ انسان تو اردگرد کے دیہات میں سے آکر جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن پھل تقریبًا تمام خطوں میں سے آتے ہیں۔ مثلاً ناریل فلپائن سے، چاول ہندوستان سے، چاکولیٹ امریکہ سے، پپیتا ایمزن سے۔ کیلا گواٹیمالہ سے، آم ملایا سے۔

ہمارے سامنے ٹرینگانو (جو فیڈرل ریاست ہائے ملایا کا دارالخلافہ ہے) کے بازار کی ایک تصویر ہے۔ جس میں وہاں کے باشندوں کا ایک گروہ سفید لباس میں ملبوس خرید و فروخت اور باتیں کرنے میں مشغول نظر آتا ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر چاول بونے والے یا مچھلیاں پکڑنے والے ہیں۔ اور یہ دنیا کے سب سے بڑے ملیریا والے خطے کے رہنے والے ہیں۔ ان کا کام بہت جفاکشی چاہتا ہے۔ وہ شیر اور سیاہ ناگ سے نہیں ڈرتے۔ مگر ایک حقیر سے کیڑا —— یعنی ملیریا کا مچھر —— ان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

لیگ اوف نیشنز کی ہیلتھ آرگنائزیشن نے یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ ملیریا کس قدر خوفناک بیماری ہے۔ جو ٹرینگانو جیسے شہروں میں کثرت سے ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ ہدایت جاری کی ہے۔ کہ ایسے ملکوں کے ہر باشندے کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ چھ ۶ گرین کونین ہر روز کھایا کریں۔ گو یہ کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا تاہم کمیشن یہ ہدایت کرتا ہے۔ کہ ہر باشندہ جو ملیریا کا شکار ہو پندرہ ۱۵ گرین سے لے کر بیس ۲۰ گرین روزانہ ایک ہفتہ تک کھائے۔ اس کی بیحد ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ کیونکہ ایسے علاقوں کے ہسپتالوں میں پچاس ۵۰ فیصدی مریض صرف ملیریا کے ہوتے ہیں۔

اعتذار

۱۴ مارچ ۳۹ء کے بعد یک بیک اخبار الحکم کے کاتب صاحب شدید بیمار ہو گئے پہلے تو یہ خیال رہا۔ کہ امروز فردا میں وہ اچھے ہو جائیں گے۔ مگر ان کی صحت جلد اچھی نہ ہوئی۔ اور افاقہ ہونے پر اپنے والد صاحب کے ساتھ اپنے وطن چلے گئے۔ یہاں باوجود کوشش کے دوسرا کاتب جلد نہ مل سکا۔ اسی پریشانی میں ایک ہفتہ سے زیادہ گزر گیا۔ اور اخبار کی لکھائی نہ ہو سکی۔ اب بھی بہت مشکل سے اس اخبار کے لکھوانے کا انتظام کیا گیا ہے

اس لئے اس جبری دیری وقت کی وجہ سے یہ پرچہ بجائے آٹھ صفحوں کے بارہ ۱۲ صفحات پر شائع کر کے دو نمبروں کا مجموعہ بنا رہا ہوں۔ امید ہے احباب اس عذر کو منظور فرما کر اس تاخیر کو نظر انداز فرمادیں گے۔ والسلام۔

(محمود احمد عرفانی)

صرف تین روپیہ میں سات گھڑیاں

چار عدد ڈمی رسٹ واچ دو عدد ڈمی پاکٹ واچ ایک عدد اصلی جرمن ٹائم پیس گارنٹی ۲ سال

یہ گھڑیاں ہم نے خاص طور پر ولایت سے بھاری تعداد میں منگوائی ہیں۔ مضبوطی اور پائیداری کے لحاظ سے یہ گھڑیاں اپنی نظیر آپ ہیں اپنی فرم کی سالگرہ کی خوشی میں صرف دس ہزار گھڑیاں اس رعایتی قیمت پر فروخت کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔ مقررہ مقدار کے ختم ہو جانے پر یہی گھڑیاں اپنی اصلی قیمت پر فروخت کی جائیں گی۔ گھڑیوں کیساتھ ایک اصلی فونٹن پن معہ ۱۴ کیرٹ رولڈ گولڈ نب۔ اصلی ٹھنڈی عینک ایک خوبصورت موتیوں کا ہار مفت دیا جائیگا۔

محصول ڈاک و پیکنگ علاوہ۔ ناپسند ہونے پر قیمت واپس ہوگی۔

اس لئے جلدی منگوالیں۔ ورنہ یہ موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

ملنے کا پتہ:۔ جرمن واچ کمپنی (A H R) پوسٹ بکس ۲۷ امرتسر پنجاب

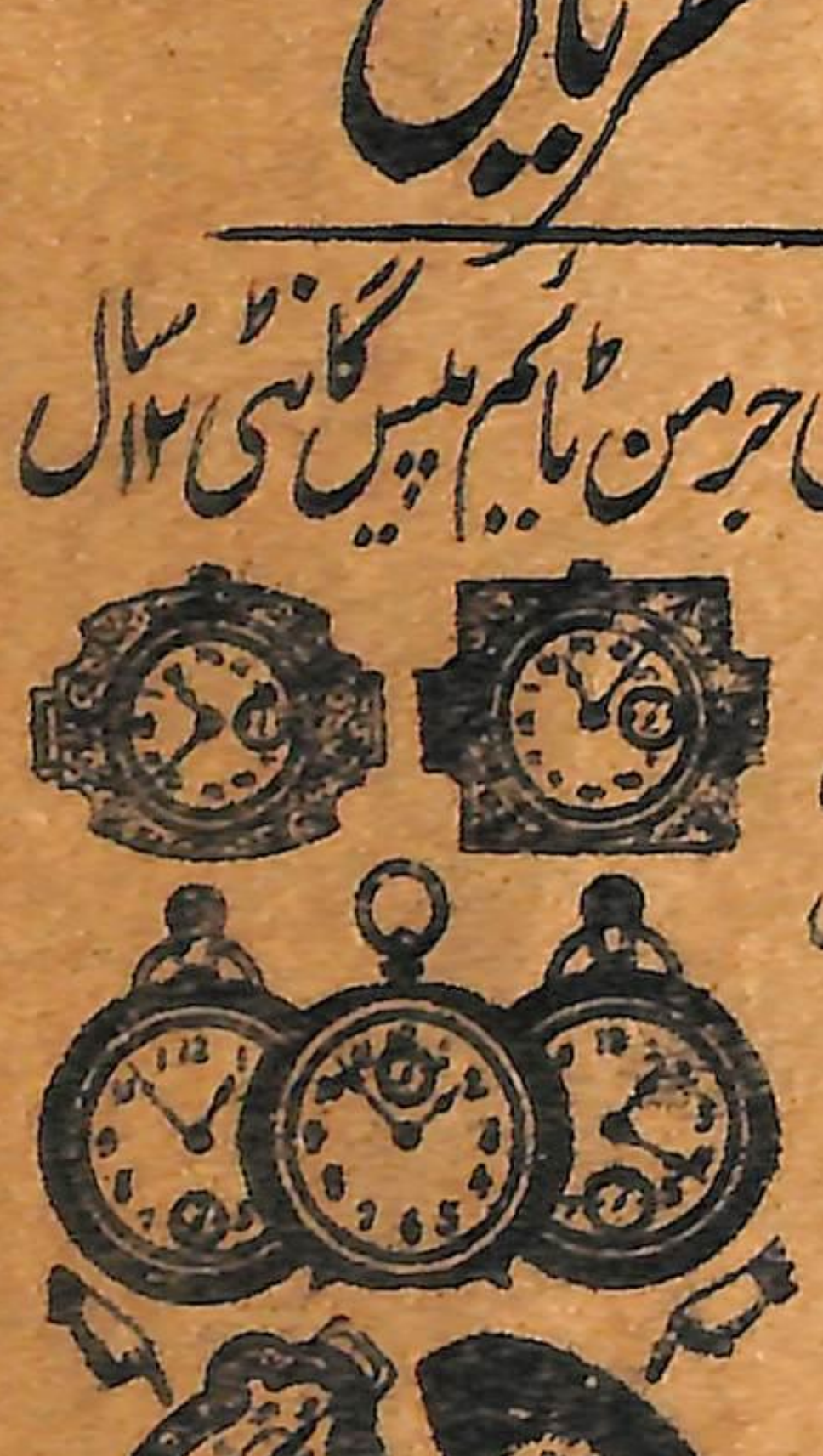

سوانح حیات حضرت حکیم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل رضی اللہ عنہ

مختلف پیروں، سجادہ نشینوں، فقیروں اور عاملوں سے ملاقاتیں

قبولِ احمدیّت کی داستان

(۸)

مرتبہ مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل اسسٹنٹ ایڈیٹر "الفضل"

حضرت امام علی شاہ صاحب کا بیعت لینے سے انکار

مجھے یاد ہے۔ میری عمر ابھی کوئی سات آٹھ سال کی تھی۔ کہ میں نے حضرت پیر امام علی شاہ صاحب کو ایک دفعہ وضو کرایا جس پر آپ نے مجھے دعائے خیر عطا کی۔ دس برس کی عمر تھی۔ کہ میری والدہ صاحبہ نے پیر امام علی شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اس کو بیعت میں لے لیا جائے۔ فرمایا۔ نہیں یہ میری بیعت توڑ دیگا۔ میری والدہ رو پڑیں۔ کہنے لگے نہیں میری ہی نہیں اور لوگوں کی بھی بیعت توڑے گا۔ بوڑھا ہو کر بیعت کریگا۔ تو شاید نہیں توڑیگا۔ جوانی میں تو کسی کے قابو آنے والا نہیں۔ میری والدہ نے عرض کیا۔ میں ایمان کی سلامتی چاہتی ہوں اسی واسطے بیعت کے متعلق عرض کرتی ہوں۔ فرمایا۔ میں دعا کرونگا۔ اللہ تعالےٰ اس کو اسلام کی محبت عطا کرے۔ اور شرک اور کفر سے بچائے۔

والد ماجد کا جواب

میری کوئی گیارہ سال کی عمر تھی۔ کہ حضرت امام علی شاہ صاحب انتقال فرما گئے۔ میری والدہ نے میرے والد صاحب سے کہا۔ کہ آپ ان کو اپنی بیعت میں داخل کریں۔ والد صاحب نے فرمایا۔ حضرت صاحب نے جو کچھ اس کے حق میں فرمایا تھا۔ تمہیں یاد ہے۔ میں اپنی بیعت میں اس کو داخل نہیں کرتا۔ ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں میرا عاق نہ ہو جائے لیکن میری والدہ نے نہ مانا۔ اور مجھے حضرت صاحبزادہ پیر صادق علی شاہ صاحب (ابن پیر امام علی شاہ صاحب) کی خدمت میں پیش کیا۔

پیر صادق علی شاہ صاحب کی بیعت

حضرت صاحبزادہ صاحب نے مجھے اپنی بیعت میں داخل کیا۔ اور بعد توبہ و استغفار میرے دونوں انگوٹھے دہنا داہنے ہاتھ میں اور بایاں بائیں ہاتھ میں لے کر ایک گھنٹہ تک خاص توجہ فرماتے رہے۔ میں حضرت امام علی شاہ صاحب کے حلقہ میں اکثر بیٹھا کرتا تھا۔ اور دیکھتا تھا۔ کہ جس کو آپ توجہ دیتے تھے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگ جاتا تھا۔ لیکن میرے دل پر صاحبزادہ صاحب کی توجہ کی کوئی کیفیت طاری نہ ہوئی۔ جس کو میں نے اپنی قساوتِ قلبی پر محمول کیا۔ مہینہ بھر تک حضرت کی توجہ میں جو شام کے وقت وہ دیا کرتے تھے میں بیٹھتا۔ بعض کو کچھ اثر بھی ہوتا۔ لیکن مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ صاحبزادہ صاحب نے مجھ کو تلقین کی۔ کہ ہر نماز کے بعد ایک سو ایک دفعہ یہ درود پڑھا کرو۔

وصل اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وسلم۔ اور بعد مغرب ایک گھنٹہ مراقبہ کر کے بیٹھا کرو۔ تمہیں خود کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ لیکن نہ میں نے مراقبہ کیا۔ اور نہ مجھ میں کیفیت پیدا ہوئی۔

میاں امیر الدین صاحب کی بیعت

میرے خسر میاں امیر الدین صاحب (پہلی بیوی کے والد) چونکہ حضرت امام علی شاہ صاحب کے مجاز خلیفہ تھے اس لئے اس کے بعد انہوں نے مجھ کو اپنی بیعت میں لے کر توجہ شروع کی۔ اور چند دن تک مجاہدہ فرماتے رہے۔ لیکن ان کی توجہ سے بھی میرے دل پر کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ آخر اکتا کر انہوں نے بھی توجہ چھوڑ دی۔ اور فرمایا اس کا دل بہت سخت ہے۔

مولوی عبد الحکیم صاحب دھرم کوٹی سے گفتگو

ایک روز مولوی عبد الحکیم صاحب دھرم کوٹی سے۔ جو کسی قدر توہب کی طرف مائل تھے میں نے ذکر کیا۔ کہ رتڑ چھتڑ مکان شریف میں میں حضرت امام علی شاہ صاحب کے زمانہ میں دیکھا کرتا تھا۔ کہ آپ کی توجہ سے صدہا بادخوار شخص وجد کی حالت میں مرغ بسمل کی طرح تڑپتے تھے۔ لیکن اب وہ حالت نہیں پائی جاتی۔ مولوی عبد الحکیم صاحب فرمانے لگے۔ جس قدر مجاہدہ اس بارے میں میاں امام علی شاہ صاحب نے اٹھایا تھا۔ اس کا عشر عشیر بھی کسی نے نہیں اٹھایا۔ اس واسطے وہ تاثیر نہیں ہوتی۔ یہ تمہارے دل کی سختی وغیرہ کی بات نہیں میرے نزدیک وہ برکت اس خاندان سے اٹھ گئی ہے اور برائے نام پیرزادگی رہ گئی ہے۔ تم اس خیال میں مت پڑو۔ تم یہ تو بتاؤ کہ تمہارے دل میں قرآن و حدیث اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے یا نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ مولوی صاحب میں اپنے دل میں بے حد عظمت پاتا ہوں۔ فرمانے لگے بس یہی ایمان کی نشانی ہے وجد اور حال اسلام کی شرط نہیں ہے۔ اتباع سنت مومن بننے کے لئے کافی ہے۔ میں نے کہا آخر یہ نظارہ جو میں نے دیکھا ہے اس کا وجود کیا ہے۔ اور اب کیوں نہیں۔ کہنے لگے اس کی تلاش کرنا بے سود ہے۔ اگر تمہیں شوق ہے۔ تو کسی اور سلسلہ میں جا کر دیکھ لو

سیّد رحیم شاہ صاحب کی بیعت

بعد چند روز کے کشمیر سے ایک بزرگ آئے۔ ان کا نام سید رحیم شاہ صاحب تھا۔ اور وہ قادری سلسلہ میں بیعت لیتے تھے۔ میں بوساطت پیر عظیم شاہ صاحب قادری امرتسری ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی بیعت میں داخل ہوا۔ آپ نے ذکر جہر کی تلقین کی۔ اور فرمایا۔ رات کو تہجد کے بعد بڑی اونچی آواز سے لا الٰہ الا اللہ اس زور سے پڑھا کرو۔ کہ مکان گونج اٹھے۔ اور الا اللہ کی ضرب قلب پر لگاؤ۔ اس وردِ مکرم کی برکت سے تمہارا قلب جاری ہو جائیگا جوانی اور جوانی کی نیند تہجد کے لئے کہاں اٹھنے دیتی تھی۔ لیکن میں ان کے کہنے کے مطابق کسمسا کر اٹھ ہی بیٹھتا تھا۔ اور اپنے بالاخانہ پر گرمیوں کے دن میں اس زور شور سے یہ ذکر جہر کیا کرتا تھا۔ کہ نہ صرف گھر والوں کی بلکہ پڑوسیوں کی نیند بھی اچاٹ ہو جاتی۔ لیکن چونکہ ذکر خیر تھا۔ اس لئے کوئی شخص میرا مزاحم نہیں ہوتا تھا۔

ذکر جہر کی بجائے ذکر خفی کی تلقین

ایک شب حضرت مولوی ابو محمد حسن شاہ صاحب شہری قادری میرے استاد تشریف لائے۔ انہوں نے رات کو میری یہ حالت دیکھی۔ تو صبح کو بعد نماز ارشاد فرمایا۔ ذکر خفی کرنا بہتر ہے۔ اس زور شور سے ذکر کرنے سے تمہارے دل و دماغ پر برا اثر پڑے گا۔ اور لوگوں کی نیند میں خلل بھی ہوتا ہے یہ ٹھیک نہیں۔ اگر ذکر جہر کرنا ہو۔ تو شہر سے باہر کسی میدان میں جا کر کیا کرو۔ تا کہ لوگوں کے آرام میں خلل نہ پڑے۔ مگر تم بیکار ہو جاؤ اور تمہارے دل و دماغ کو صدمہ پہنچے گا۔ ذکر جہر سے بہتر ذکر خفی ہے۔ واذکر ربک فی نفسک تضرعاً

وخیفۃً دون الجھر من القول بالغدوّ والآصال۔ میں تم کو ذکر خفی کا طریقہ بتاتا ہوں۔ جو حضرت شیخ احمد صاحب طارہلی کشمیری سے مجھ کو حاصل ہوا ہے۔۔ وہ شروع کرو۔ وہ اس سے جلد منزل مقصود تک تمہیں پہنچا دے گا۔ میں نے جاکر اپنی والدہ ماجدہ سے ذکر کیا۔ کہ مولوی صاحب مجھ کو ذکر جہر سے منع کرتے ہیں۔ وہ فرمانے لگیں۔ مولوی غلام علی صاحب قصوری کی خدمت میں جاکر عرض کرو۔ کیونکہ وہ اس وقت سارے شہر میں قرآن و حدیث کے زیادہ ماہر ہیں۔

مولوی غلام علی صاحب قصوری کی خدمت میں

میں حضرت مولوی غلام علی صاحب قصوری کی خدمت میں گیا۔ اور تمام ماجرا بیان کیا۔ مولوی صاحب ہنس کر فرمانے لگے۔ دونوں طریق خلاف سنت ہیں۔ نماز پڑھو۔ روزے رکھو۔ حدیث پڑھو۔ قرآن کا صحیح ترجمہ آکر سنا کرو۔ ولی بننے کا فکر چھوڑ دو۔ سیدھے سادھے مسلمان اور مومن بنو۔ اور دنیا کا کاروبار کرو۔

لیکن مولوی صاحب کے فرمانے کا میرے دل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ میں نے حضرت مولوی ابو محمد حسن قنعری اپنے استاد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ذکر تو نہ کیا۔ کہ مولوی غلام علی صاحب قصوری نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ توہب کے سخت دشمن اور مولوی غلام علی صاحب کو برا جانتے تھے۔ اور زود رنج طبیعت کے تھے۔ البتہ عرض کیا۔ کہ مجھے ذکر خفی تلقین فرمایا جائے۔ انہوں نے فرمایا بعد نماز مغرب میرے پاس آنا۔ میں تم کو اس کا طریقہ بتا دوں گا۔ میں کچھ مٹھائی لے کر مغرب کی نماز کے وقت حاضر ہوا۔ نماز مغرب ان کی اقتداء میں پڑھی۔ اور مٹھائی پیش کی فرمانے لگے خدا تیری مراد پوری کرے۔

ذکر خفی کا طریق

پھر تنہائی میں مجھے چار زانو سیدھا بٹھا کر ذکر خفی کا یہ طریق ارشاد ہوا۔ کہ لا الٰہ الا اللہ میں لا کو قلب سے کھینچو۔ اور اس قدر بڑھاؤ۔ کہ الا اللہ کی ضرب دماغ میں لگے۔ اور سانس چھوڑ دو۔ پھر دوسری دفعہ لا الٰہ دماغ میں کہو اور الا اللہ کی ضرب قلب پر لگاؤ۔

تپ دق کی علامات

چونکہ اس میں حبس نفس کیا جاتا تھا۔ میں نے چند روز ایسا کرنا شروع کیا۔ تو میری آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔ اور بدن میں ایک حرارت پیدا ہو گئی۔ جیسے کہ تپ کی حالت ہوتی ہے۔ لیکن مجھ کو تپ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ حکیم حسام الدین صاحب کے پاس ایک دن ملنے کو گیا۔ کیونکہ میری بیوی کو سخت پیچش ہو گئی تھی۔ حکیم صاحب نے سفوف نفلیانا اپنے ڈبہ میں سے نکال کر اور پڑیہ میں باندھ کر مقدار بتا کر میرے ہاتھ پر رکھا۔ اتفاقاً حکیم صاحب کا ہاتھ میرے ہاتھ سے لگ گیا۔ فرمانے لگے۔ تجھے تو سخت تپ ہو گیا ہے۔ نبض دکھلا۔ میں نے نبض دکھلائی تو فرمایا قریب ہے کہ تجھے دق ہو جائے۔ ابھی سے علاج شروع کرو۔ اور پرہیز کرو۔ یہ حالت تمہاری کب سے ہے۔ میں نے تمام قصہ مولوی حسن صاحب کا بیان کیا۔ حکیم حسام الدین صاحب فرمانے لگے۔ اتنا شوق ہے۔ تو درود شریف ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرو۔ ذکر خفی اور ذکر جہر سب چھوڑ دو۔ انسان کی صحت پر ایسے ذکر اچھا اثر نہیں رکھتے۔ دیکھو میاں مظہر جمال یہاں ہوتے تو تم کو ایسے کاموں سے باز رکھتے۔ انہوں نے ایسے کام خود چھوڑ دیئے ہیں۔ (میرے والد ان دنوں مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے) حکیم صاحب فرمانے لگے مجھے اندیشہ ہے کہ تیرے قلب میں حرارت پیدا ہو کر تمام جسم میں نہ پھیل جائے۔ اور اس وقت پھر علاج کرنا مشکل ہو جائے گا۔ تو ماء الشعیر اور ماء الرائب (لسّی کا پانی) پیا کر۔

حکیم صاحب کی ہجو

میں نے آکر مولوی حسن صاحب سے ذکر کیا۔ کہیں مولوی صاحب کو ابتداء سے ہی حکیم حسام الدین صاحب کے ساتھ کسی بات پر شکر رنجی ہو چکی تھی۔ آپ نے حکیم صاحب کی ہجو میں فوراً یہ دو شعر کہے ؎ حسام آنکہ از پائے جوہرش۔ دوا شد غذا و غذا شد دوا معلم طب از نسخہ ہائے قدیم۔ اشارات دارد نہ دارد شفا خبیث تو ان کے پاس کیوں گیا تھا۔ وہ تو شیعہ تفضیلی ہے۔ بظاہر تقیہ کئے ہوئے ہے۔ اسی واسطے کل علی جو منشی صاحب نے کہا تھا۔ کہ میاں مظہر جمال کا بیٹا بھی تفضیلی ہو گیا ہے۔ تو مردود ہے۔ پاگل ہے دیوانہ ہے۔ تو چلا جا میرے پاس سے۔ اور ناراض ہو گئے۔ میں نے اس دن سے ذکر خفی بھی چھوڑ دیا چھوڑنے کے بعد ہی مجھے محسوس ہوا۔ کہ نفس الامر میں مجھے تپ شروع ہے۔ چند روز تک حکیم صاحب کے فرمانے کے مطابق سفوف سرطان۔ اور ماء الرائب پیتا رہا۔ کوئی دو ہفتے کے بعد تپ جاتا رہا۔ لیکن طبیعت نہایت مضمحل ہو گئی۔ میں نے حکیم صاحب سے جب اپنا حال پھر جاکر ظاہر کیا۔ تو فرمانے لگے ؎

خیالاتِ نادانِ خلوت نشیں
بہم بر زند آسمان و زمین

مولوی صاحب شاعر تو تھے ہی۔ لیکن اب صوفیا میں بھی پاؤں دھرنے لگ گئے ہیں۔ جز چند دن کے بعد میرے والد صاحب حج بیت اللہ سے واپس آئے مولوی حسن شاہ صاحب نے ان کی تاریخ کہی ؎

از حرم مظہر جمال آمد۔ با دلِ شاد و خاطر آگاہ
گفت بہر ورود او شعری۔ ابداً مظہراً جمالِ اللہ

ذکر جہر اور ذکر خفی کی نسبت والد ماجد سے سوال

ایک روز میں نے ذکر جہر اور ذکر خفی کی نسبت والد صاحب سے عرض کیا۔ فرمانے لگے میں نے بہت کچھ کیا ہے۔ لیکن حضرت پیر امام علی شاہ صاحب نے صرف توجہ سے میری عقدہ کشائی کی تھی۔ مگر میں تجھ میں نہ وہ طاقت پاتا ہوں نہ شوق۔ اس واسطے سیدھا سادے مسلمان بنے رہو۔ مولوی غلام علی صاحب نے ٹھیک فرمایا تھا۔ اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں۔ کہ مسند بچھا کر بیٹھنا۔ اور گھٹنوں کو ہاتھ لگوانا۔ اور نذر نیاز لینا۔ اور تعویذ اور گنڈے دینا یہ سب ایسے امور ہیں۔ کہ قیامت کے دن اس کی نسبت بازپرس ہو گی۔ میں نے انہی خیالات سے یہ سب بدعات ترک کر دی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کا خیال کس طرح اس طرف مائل ہوا۔ فرمانے لگے میں اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھائی محمد علی دونوں حج کے سفر میں ہمراہ تھے۔ محمد علی کے سمجھانے سے میرا دل اس طرف سے بہت ہٹ گیا۔ انسان کو اپنی نجات کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس کے لئے اتباع سنت کی ضرورت ہے۔ بے شک تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن بہت عمدہ چیز ہے۔ مگر اس کے لئے قرآن کریم کا پڑھنا۔ اور حدیث کا پڑھنا اور سنت نبوی پر عمل کرنا اور سیرت صحابہؓ پر چلنا ہی مفید ہے۔ ؎

محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ
کسانیکہ زیں راہ برگشتہ اند۔
برفتند بسیار و سرگشتہ اند

تم مولوی غلام علی صاحب کی خدمت میں جاکر صبح کی نماز پڑھا کرو۔ وہاں درس قرآن ہوتا ہے۔ وہ سنا کرو چنانچہ میں اکثر اپنے والد صاحب کی حیات میں حضرت مولوی غلام علی صاحب قصوری کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔

نیچریت کی طرف میلان

انہی دنوں سرسید کا اخبار تہذیب الاخلاق (علی گڑھ) دیکھنے میں آیا۔ اور مجھ کو اس کے پڑھنے سے ایک لذت حاصل ہوئی۔ اس میں اکثر مضامین متعلق دینیات نکلا کرتے تھے۔ میں شہر کے رئیس اعظم حاجی غلام حسن صاحب کے پاس اس غرض سے آنے جانے لگ گیا۔ کہ تہذیب الاخلاق کے پرچے وہاں سے حاصل ہوا کرتے تھے۔ اور دیکھنے میں آتے تھے۔ ان کے پڑھنے کے نتیجہ میں طبیعت نیچری فرقہ کی طرف مائل ہو گئی۔ میرے ہم زلف منشی مہدی خاں صاحب وزیر ریاست بہاول پور ان دنوں امرتسر میں ابھی بعہدۂ تحصیلداری تشریف رکھتے تھے۔ اور آپ حضرت اللہ بخش صاحب تونسوی خلیفہ حضرت شاہ سلیمان صاحب چشتی کے مرید تھے۔ اور بڑے پیر پرست تھے۔ میری پہلی بیوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ کہ حضرت امیری پیر صاحب مخدومی کی بیٹی سے نکاح ہو گیا۔ چنانچہ منشی مہدی خاں صاحب سے بوجہ قرابت راہ و رسم پیدا ہو گئی۔

"قطب الاقطاب" کی زیارت اور بیعت

مجھے کہنے لگے۔ کہ تم نے اولیاء اللہ کو دیکھا نہیں ؟

کرنے کے لئے خدا کو جھوٹا کہتے ہیں۔ کسر نفسی کی وجہ سے نبی صاحب اگر استغفار کرتے تھے۔ تو خدا کو چاہئیے تھا۔ کہ جواب دیتا۔ آپ معصوم ہیں۔ استغفار کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہاں تو خدا تعالیٰ الٹا نبی کو فہمائش کرتا ہے۔ کہ تم اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرو میں آپ سے زیادہ گفتگو کرنا نہیں چاہتا۔ آپ کی گفتگو کی معقولیت مجھ پر ظاہر ہو گئی۔ پھر کہنے لگا۔ میرے آج کے لیکچر پر جس نے گفتگو کرنی ہو وہ کرے۔ جناب مفتی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کو باآواز بلند پڑھ کر سنایا۔ بشپ نے سن کر کھڑے ہو کر کہا۔ آج تک میں نے یہ باتیں نہیں سنی تھیں۔ میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار نہیں۔ اتنا سن کر عوام الناس میں ایک شور برپا ہو گیا۔ اور متفق اللفظ ہو کر کہنے لگے ہم پادری صاحب کے ساتھ ہیں۔ مرزائیوں کی تقریر کے ساتھ ہمارا اتفاق نہیں ہے۔ اور ایک شور مچا دیا۔ مجھے اس وقت جوش پیدا ہو گیا۔ میں نے کہا۔ اے مسلمانو! شرم کرو۔ اور اس وقت کی تقریر پر غور کرو۔ اتنے میں بشپ چلا گیا۔ اور جلسہ ختم ہو گیا۔

بعد اس کے حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام مناظرہ بشپ کو پہنچا۔ لیکن بشپ نے مناظرہ سے انکار کر دیا (بشپ لیفرائے کا واقعہ ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء کے الحکم سے تفصیلاً ملاحظہ کیا جا سکتا ہے)

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت بذریعہ خط اگرچہ چند دن پہلے کر چکا تھا۔ مگر بعد میں میں نے ایک بیعت نامہ بھی لکھا۔ جس کی ابتدا یوں تھی۔

بیعت نامہ

نخستیں کہ در بزم گاہِ وجود
بآدم سپردند جامِ شہود
ازاں جام پرتو نمودار شد
کہ ذراتِ عالم پُر انوار شد
چو آدم بسوئے جناں رخت بُرد
ہماں جام باشیثِ داناں سپرد
چو پوشید روشمسِ شیث از فتوح
بعالم درخشندہ شد بوح نوح
ازاں باز از مہرِ ربِّ جلیل
زِ باب الحیاں گشت بدرِ خلیل

اسی بیعت نامہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت میں نے لکھا تھا۔ ع

کہ آمد پس از من مسیحِ سعید

پھر حضرت مسیح موعود کی نسبت بخطاب زمیں بوس عرض کیا تھا۔

کسانیکہ بر دین تر شاسنند۔ ز تیغ دعائے تو ترساستند
چو آتم بقعرِ جہنم نشست۔ چلیپا بدوش بضاری شکست
بر اسلام چوں شد الد الخصام۔ چہا آمد از چرخ بر لیکھرام۔
چناں درپرہ دہرش از ہم درید۔ ہمہ آریہ قوم آہے کشید

یہ بیعت نامہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی معرفت حضرت مسیح موعودؑ کے حضور بھیجا۔ اور انہوں نے پڑھ کر سنایا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ تو ایک دوسرا فردوسی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی پر میں نے کہا ہے

از مسیح اللہ گشتم فیضیاب۔ یافتم فردوسیٔ ثانی خطاب
(مرآۃ الاسلام)

نوٹ:۔ یہ بیعت نامہ الحکم مورخہ ۲۴ر اپریل ۱۹۰۰ء میں درج ہے۔

قادیان میں آمد

بیعت نامہ ارسال کرنے کے بعد میں خود بھی اپنی بیویوں کو لاہور میں چھوڑ کر اور خرچ دے کر حالانکہ اس وقت وہ مسافرانہ حالت میں رہتی تھیں قادیان دارالامان میں آیا۔ اور دستی بیعت کی۔ یہ میرا قادیان میں آنا دوسری دفعہ تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے میں حضرت حکیم مرزا غلام مرتضےٰ صاحب مرحوم کی خدمت میں اپنے سالے امانت اللہ کو جو بینے پر گھوڑے کے دولتے لگنے سے مسلول و مدقوق ہو گیا تھا۔ اپنے والد صاحب کی اجازت سے لے کر آیا تھا۔ اس وقت بٹالہ اور امرتسر کے درمیان ابھی ریل تیار نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت میں نے قادیان کے بڑے بازار میں مغرب کے وقت صرف ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ دیکھا۔ شاید کوئی پکوڑے والا تھا۔ کہ اس کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ اور چاروں طرف بڑے بڑے کھنڈر پڑے ہوئے تھے۔ حضرت مرزا غلام مرتضےٰ صاحب کے ہاں سے کھانا کھایا۔ صبح کو کوئی آٹھ بجے کے قریب حضرت مرزا صاحب نے بیمار کی حالت کو دیکھ کر کہا۔ کہ بھائی ان کو بہت جلدی لے جاؤ۔ پھر ارشاد ہوا۔ کہ کھانا تیار رہے کھا کر جانا۔ مرزا سلطان احمد صاحب سے اس وقت سے ملاقات ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت نہیں ہوئی۔ اور نہ اس غرض سے میں آیا تھا۔

مرزا غلام قادر صاحب سے ملاقات

مرزا غلام قادر صاحب سے بھی نیاز حاصل ہوا۔ وہ اس وقت گھوڑے پر سوار ہو کر گورداسپور کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ چونکہ میرے والد صاحب کے ساتھ ان کا تعارف تھا۔ انہوں نے کہا میرا السلام علیکم کہہ دینا۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے اس بیمار کی حالت کو دیکھ کر جلدی لے جانے کو کہا ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ شاید یہ گھر تک نہ پہنچ سکے۔ جلدی چلے جانا بہتر ہے۔ ورنہ چند روز یہاں مرزا سلطان احمد صاحب کے پاس ٹھہرتے پھر مرزا غلام قادر صاحب۔ حکیم محمد شریف صاحب خلف حکیم حسین علی صاحب موجووالی کے ہاں تشریف لاتے تھے۔ اور ان سے نیاز حاصل ہوتا رہتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس زمانہ میں زیارت نہیں ہوئی۔ ہاں مرزا سلطان احمد صاحب سے بارہا ملاقات ہوتی تھی۔ جب تشریف لاتے تھے تو حکیم مولوی محمد شریف صاحب کے مکان پر ہی ٹھہرتے تھے۔ اور بااوقات ان سے تبادلۂ خیالات ہوا کرتا تھا۔ میرے خیالات اسوقت رندانہ تھے۔ صبح کو جب یہاں قادیان سے رخصت ہونے لگا۔ تو بڑے بازار میں ہو کر ابھی یکے پر سوار نہیں ہوا تھا کہ بازار کی طرف نگاہ کر کے دیکھا۔ تو ایک دوکان پر کوئی کپڑا بچھا ہوا تھا اور اس پر دانے پڑے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ بازار میں کچھ نہ تھا۔ یہ اس وقت کی بازار کی حالت تھی ❊

اعلانات

بقایا داران موصیان حصہ آمد کے متعلق ضروری اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بذریعہ ریزولیوشن ۱۷ مؤرخہ ۹/۱/۴۲ موصیان حصہ آمد کے لئے فیصلہ کیا ہے۔ کہ آئندہ وصیت میں یہ شرط لگا دی جائے۔ کہ جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ بعد تک رقم وصیت ادا نہ کرے گا۔ نہ دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل کرے گا۔ اس کی وصیت انجمن کارپرداز مصالح قبرستان کو منسوخ کرنے کا کامل اختیار ہوگا۔ اور جس قدر روپیہ وصیت میں ادا کر چکا ہو گا۔ اس کے واپس لینے کا موصی کو حق نہ ہوگا۔ سوائے اس شخص کے جو احمدیت سے مرتد ہو جائے۔ اور جو وصیتیں اس وقت تک ہو چکی ہیں ان کے لئے یہ قاعدہ مقرر کیا جاتا ہے۔ کہ جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کے چھ ماہ بعد تک ادا نہیں کرتا اس کی وصیت منسوخ کر دی جائے گی۔ اور آئندہ جب تک وہ توجہ نہ کرے کسی قسم کا چندہ وصول نہ کیا جائے۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنی معذوری ثابت کر کے اپنی وصیت کی ادائگی کے لئے انجمن سے مہلت حاصل کر چکا ہو۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان
مقبرہ بہشتی قادیان دارالامان۔

مجلس خدام الاحمدیہ دار الفضل قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ محلہ دار الفضل کا ایک اجلاس مورخہ ۱۸/۳/۳۹ بعد نماز عشاء زیر صدارت حافظ مبارک احمد صاحب فاضل پروفیسر جامعہ منعقد ہوا۔ جس میں چوہدری عزیز اللہ صاحب باجوہ نے ممبران پر ان کے فرائض کو واضح کیا۔ اور خامیوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ کے بعد ملک عبد العزیز صاحب زعیم دار الرحمت نے اپنی تقریر میں نوجوانوں کی اصلاح کی اہمیت واضح کی۔ آپ نے بیان فرمایا۔ کہ نوجوان قوم کا مستقبل ہیں۔ نوجوان قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ نوجوانوں کی اصلاح کی جائے۔ اور ان میں اطاعت کی بے نظیر روح پیدا کی جائے۔ جلسہ کے شروع ہونے سے پیشتر اور ختم ہونے سے قبل عہد نامہ دہرایا گیا۔ دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

ناصر احمد مجاہد تحریک جدید سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ محلہ دار الفضل

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ترک لذات نہیں کرایا۔ یہ خلاف مسنون طریق میرے کس کام ہے۔ فرمانے لگے معلوم ہوتا ہے تم میں کچھ توہب کا مادہ ہے۔ میں نے کہا توہب ہو یا غیر توہب مجھے تو سیرت نبوی میں سے کوئی عمل بتائیں۔ کہنے لگے کسی مولوی سے پوچھ لو۔ میں نے کہا بہت بہتر میں اٹھ کے آنے لگا تو کہنے لگے۔ کیا ناراض ہو گئے ہو۔ میں نے کہا حضرت ناراض اس حالت میں ہوتا۔ جب یہ سمجھتا کہ آپ کے پاس کچھ ہے۔ اور آپ نہیں دیتے۔ جب آپ کے پاس میری مطلوبہ چیز ہے ہی نہیں تو میں کیوں ناراض ہونے لگا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا آپ کا تضیع اوقات ہے۔ یہ سنکر آنکھیں نیچی کر کے خاموش ہو رہے۔

آفتاب صداقت کا طلوع ہونیوالا ہے

پھر میں نے سنا کہ گنج مراد آباد میں ایک بزرگ رہتے ہیں۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب انہی دنوں میں مجھے بحصول رخصت رائے بریلی کی طرف جانے کا اتفاق ہوا۔ اور مولینا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کی خدمت میں پہنچا۔ مولینا فضل الرحمٰن صاحب ایک شب اپنے پاس ٹھہرنے دیتے تھے۔ اور صبح کو رخصت کر دیتے تھے۔ میں رات کو ان کی خانقاہ میں ٹھہرا صبح کو انہوں نے بلایا اور دریافت کیا۔ کہ آپ کس مطلب کے واسطے آئے ہیں۔ میں نے کہا کوئی سہل طریقہ ارشاد ہو۔ کہ جس سے کوئی کشفی حالت مجھ پر بھی وارد ہو۔ یا وجد و حال ہی کی لذت حاصل ہو۔ کہنے لگے کبھی اس تلاش میں تو میں بھی بیٹھا ہوا ہوں میں نے ہزاروں عمل کئے۔ مجاہدے کئے۔ آج تک تو کوئی کشفی صورت مجھ پر وارد نہیں ہوئی۔ لوگ مجھے بزرگ سمجھ کر جوق در جوق آتے ہیں۔ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ میں بھی دعا کر چھوڑتا ہوں۔ کوئی بندۂ خدا آپ کو مل جائے گا۔ جو آپ کی مراد تک پہنچائے۔ اب وقت صبح کا ہے۔ ستارے چھپ رہے ہیں۔ آفتاب نکل آیا ہے آفتاب کو تلاش کرو۔ میں نے کہا جب آفتاب نکل آیا ہے تو اس کی تلاش کیا کرنا۔ کہنے لگے یہ بھی ٹھیک ہے مگر بھائی آنکھوں میں تمہارے رمد نہ ہونی چاہیے یعنی آشوب چشم نہ ہو۔ کہ تم آفتاب کو نہ دیکھ سکو میں نے کہا حضرت اسی آشوب چشم کا نسخہ عنایت فرمایا جائے۔ کہ آشوب رفع ہو۔ کہنے لگے بس اتنا ہی کافی ہے۔ کہ اہل اللہ کا نام سنو تو ان کی غیبت نہ کرو۔ ان کو برا نہ کہو۔ بلکہ فیض حاصل کرنے کے واسطے ان کی خدمت میں جاؤ۔ یہ میری آخری ملاقات تھی۔ ان کے اس فرمانے پر۔ کہ ستارے چھپ گئے ہیں۔ اور آفتاب نکل آیا ہے۔ میں نے کہا۔ جو آفتاب ہوگا مجھے خود ہی نظر آ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا

انہی دنوں میں نے ایک مدس کہا جس میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کی طرف یوں التجا کی ہے

یا رسول اللہ برائے درد یا درماں فرست
مہدیٔ آخر زماں یا عیسٰے دوراں فرست
خشک سالے مردمی محمد یوسف از کنعان فرست
قوم شد غرق جہالت نوح کشتی باں فرست
گر نگیری خواجہ دست امتہ از پا اوفتد
اوفتد آساں کہ ناشر ہم ز دنیا اوفتد

(مفصل دیکھو مدس مدوجزر اسلام ص ۳۸ و ص ۳۹)

قبول احمدیت کی داستاں

خدا تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول کی۔ اور محض اپنے فضل سے اس نے مجھے وہ وقت عنایت فرمایا۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ اور آفتاب دیکھ لیا۔ میں ارجح المطالب چھپوانے کے لئے لاہور میں ابراہیم ڈوری باف کے مکان پر ایک روز ٹھہرا ہوا تھا۔ کوئی ساڑھے آٹھ بجے صبح کا وقت ہوگا۔ کہ میں ایک چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ کسی نے کہا سامنے ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور وہ مرزائی ہے۔ وہ بھی ڈوری بن رہا تھا۔ اور ابراہیم ڈوری باف کا اجرتی ملازم تھا۔ اس کا نام احمد دین ڈوری باف تھا۔ میں نے اس کو بلایا۔ اور اس سے احمدیت کے متعلق کچھ باتیں کرنے لگا۔ اتنے میں صوفی نبی بخش صاحب اس شخص کو دیکھ کر تشریف لے آئے۔ چارپائی کے سامنے مونڈھا بچھا تھا۔ اس پر بیٹھ گئے۔ میں نے صوفی صاحب سے چند سوالات کئے۔ جن کے انہوں نے جواب دئیے۔ بالآخر میں نے کہا ایک مدت ہوئی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی تصنیف براہین احمدیہ جس وقت چھپ رہی تھی۔ تو میں نے اس کو دیکھا تھا۔ وہ کتاب تو نہایت لاجواب تھی۔ لیکن بعد میں کوئی تصنیف مرزا صاحب کی نہیں دیکھی۔ سنا ہے کہ آپ نے بہت بڑا دعوےٰ کیا ہے۔ خصوصاً مہدی ہونے کا۔ کیونکہ مسیح ناصری کی وفات کا میں پیشتر ازیں قائل ہو چکا تھا۔ اس واسطے مسیح موعود ہونے کی نسبت تو میں نے کچھ نہ کہا۔ مہدی ہونے کی نسبت ان سے پوچھا۔ انہوں نے کسوف خسوف والی حدیث کو پیش کیا۔ میں نے کہا ابن خلدون نے تو مہدی کی حدیثوں کو مجروح ٹھہرایا ہے۔ اور امام بخاری نے تو کوئی باب نہیں باندھا۔ اس واسطے آپ مجروح حدیث کو کیوں پیش کرتے ہیں۔ صوفی صاحب نے کہا سبحان اللہ جب زمین و آسمان نے شہادت دے دی۔ حدیث نے اپنی تصدیق پر آپ مہر کر دی۔ تو پھر بھی وہ مجروح رہی۔ اس جواب کی معقولیت نے میرے دل پر ایک گہرا اثر کیا۔ میں نے ان سے کہا۔ آپ نے یہ بات کہاں سے حاصل کی۔ آیا آپ نے کوئی حدیث کی کتاب یا علم کلام کی کتاب مطالعہ کی ہے۔ صوفی صاحب نے کہا میں نے کسی کتاب کو نہیں دیکھا۔ اس دوسرے جواب نے میرے دل پر اور بھی چرکہ لگایا۔ ان کی شکل و شباہت غور سے دیکھ کر خیال آیا۔ کہ ایک امی شخص ایسے برجستہ جواب نہیں دے سکتا۔ کوئی اس میں گہرا راز ہے یہ تو صحابہ کا نمونہ معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا اچھا حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی کتاب آپ کے پاس ہے وہ شخص جو ڈوری بن رہا تھا۔ اس نے کہا ایک کتاب ایک طالب علم رکھ گئے ہیں۔ لیکن وہ عربی کی ہے۔ اگر دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ میں نے کہا ہاں ہاں لے آؤ۔ وہ کتاب لے کر آیا وہ سر الخلافہ تھی۔ میں نے جس مکان پر ٹھہرا ہوا تھا رات کو دیکھنے لگا۔ میں چت لیٹا ہوا کتاب کو پڑھ رہا تھا۔ عبارت کی روانی۔ مضامین کی آمد۔ اور بے ساختگی کو دیکھ کر بے اختیار سبحان اللہ سبحان اللہ زبان سے نکل جاتا تھا۔ دوسرے دن اس ڈوری باف نے (جو بعد میں بجز مبائع ہو گیا۔ صوفی احمد دین ڈوری باف اس کا نام تھا) مجھ کو مسک العارف مولوی محمد احسن کی دی۔ اور میرے دل میں خیال اٹھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کروں۔ لیکن اس وقت میری دونوں بیویاں میرے پاس لاہور میں ریاست رامپور سے آئی ہوئی تھیں۔ اس وجہ سے میں تعجیل کر کے قادیان حاضر نہ ہو سکا۔ مگر احمدی احباب سے تعارف پیدا ہو گیا۔ خصوصاً مفتی محمد صادق صاحب سے نہایت راہ و رسم پیدا ہو گیا۔

بشپ لیفرائے کا لیکچر

انہی دنوں بشپ لیفرائے نے معصوم نبی کا اشتہار نکالا۔ اور انارکلی فورمن ہال میں دیا۔ مفتی محمد صادق صاحب نے اس کے دندان شکن جواب دئیے۔ جن کی تفصیل طول رکھتی ہے۔ بعد اس نے ایک اور اشتہار "زندہ نبی" کا نکالا۔ اس پر لاہور کے عمائد نے مولوی ثناء اللہ کو امرتسر سے بلوایا۔ مولوی ثناء اللہ نے آتے ہی مجمع عام میں لوگوں سے کہا۔ کہ میں معصوم نبی کے لیکچر کا جواب دوں گا۔ مگر زندہ نبی کا جواب احمدی دیں۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق اتوار کی شب کو جب بشپ لیفرائے نے زندہ نبی کے مضمون پر لیکچر دیا۔ تو اختتام پر مولوی ثناء اللہ نے اٹھ کر کہا۔ پادری صاحب میں آپ سے اس مضمون معصوم نبی کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ بشپ نے کہا کہ اس وقت میرا تازہ لیکچر تھا۔ اور سننے والے بہت سے موجود تھے اور ممکن ہے اس وقت وہ نہ ہوں۔ آپ میرے اس وقت کے لیکچر پر جو کچھ اعتراض کرنا ہے کریں۔ میں جواب دوں گا۔ مولوی ثناء اللہ نے کہا۔ میں اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ میں تو سابقہ لیکچر پر آپ سے گفتگو کروں گا۔ جانبین سے اس پر دیر تک ردوکد ہوتی رہی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ مولوی صاحب آپ آج ہی کے لیکچر پر گفتگو کریں۔ مگر مولوی ثناء اللہ پہلو تہی کرتے رہے۔ بشپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی عاجزی دیکھ کر۔ کہا اچھا اسی پر گفتگو شروع کرو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زبان سے اثنائے گفتگو میں یہ نکل گیا۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا بنا بر کسر نفسی تھا۔ اس پر بشپ نے کہا کہ مولوی صاحب آپ اپنے نبی کو معصوم ثابت

حضرت امام علی شاہ صاحب کو دیکھا تھا۔ تو اس وقت تم بہت چھوٹے تھے۔ چلو میں تم کو قطب الاقطاب اور اولیاء اللہ کا آفتاب دکھاتا ہوں۔ تونسہ شریف مجھ کو ہمراہ لے گئے۔ حضرت اللہ بخش صاحب تونسوی کی میں نے زیارت کی۔ فقیرانہ حالت۔ ریش سفید اور ایک بابرکت انسان مجھے نظر آئے۔ اور میں نے دیکھا کہ ان کی خدمت میں قوالی بہت ہوتی ہے اور لوگوں کو وجد اور حال کی کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ میں اس کیفیت کے حاصل کرنے کا پہلے ہی سے گرویدہ تھا۔ میں نے بوساطت منشی مہدی خانصاحب ان کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور چند روز تک خوب قوالی سنتا رہا۔ میں دیکھتا تھا۔ کہ لوگ قوالی کی محفل جب گرم ہو جاتی۔ تو نہایت وجد کی حالت میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور گرتے پڑتے ہیں۔ لیکن میرے دل پر وہاں بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ ایک مہینہ دن رہ کر۔ جیسا گیا تھا۔ ویسا واپس آ گیا البتہ قوالی سننے کا بڑا شوق ہو گیا۔ کسی قدر بلھے شاہ کی کافیاں سنتا۔ تو دل کو بھلی معلوم ہوتیں۔

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے ملاقات

مجھ کو منشی مہدی علی خاں ایک روز کہنے لگے۔ کہ تجھ کو بوجہ العلم حجاب الاکبر کچھ گھمنڈ پیدا ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے صوفیوں کی صحبت سے اثر نہیں ہوتا۔ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی چونکہ معقول و منقول کے عالم ہیں۔ وہ تیرے اس خیال کو تیرے دل سے نکال دیں گے۔ تو شیخ احمد دین کے ساتھ گولڑہ شریف چلا جا۔ میں نے کہا بہت بہتر میں زیارت حاصل کر آؤں۔ میں ان کے ساتھ گولڑے شریف پہنچا۔ پیر مہر علی شاہ صاحب اس وقت لا الٰہ الا اللہ کی تفسیر بیان کر رہے تھے۔ اور اس میں معقولی اور منقولی دلائل اور نکات بیان فرما رہے تھے۔ اس وقت ان کی تقریر کا اختتام تھا۔ کچھ اچھی طرح سے میں سن نہ سکا بہرحال تقریر کے اختتام کے بعد خدمت عالی میں پہنچا۔ اور پانچ روپے حضرت پیر صاحب کی نذر کئے۔ رات کو مرغ پلاؤ کھایا اور سو رہے۔ صبح قریب دس بجے کے حضرت پیر صاحب کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ناگاہ رونے کی آواز آئی۔ اور میں نے دیکھا کہ چند عورتیں روتی ہوئی آ رہی ہیں۔ میں نے ایک صاحب سے چپکے سے پوچھا۔ یہ بین اور پکار اور شیون کیسا ہے اس نے چپکے سے میرے کان میں کہا۔ پیر صاحب کی شیرخوار بچی فوت ہو گئی ہے۔ اس کی مکان (یعنی ماتم پرسی پر) دوسرے گاؤں کی عورتیں آ رہی ہیں۔ جب وہ عورتیں حضرت پیر صاحب کے محل سرا میں پہنچیں۔ تو ماتم سے کہرام برپا ہو گیا۔ اور سیاپا کیا گیا۔ اور یہ سیاپا روزمرہ امرتسر میں ہماری گلی میں ہی ہندو عورتیں کسی کے مرنے پر اس طرح بپا کیا کرتی تھیں۔ کہ گلی کوچوں سے گذرنا محال ہو جاتا تھا۔ اور ان دنوں امرتسر میں ہندوؤں میں سے سیاپے کی رسم موقوف کرنے کے لئے ہندوؤں کی ایک کمیٹی معرض وجود میں آ چکی تھی۔ پس یہ نظارہ جب میں نے گولڑہ شریف میں حضرت پیر صاحب کے گھر میں دیکھا۔ تو دل میں خیال آیا۔ کہ جس رسم کو ہندو برا سمجھ کر ترک کرتے جاتے ہیں۔ وہ حضرت پیر صاحب کے گھر میں ہے ؏

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اس خیال نے مجھے ایسا گدگدایا۔ کہ پیر صاحب کے پاس بیٹھنا مجھ پر دشوار ہو گیا۔ میں چاہتا تھا۔ کہ فوراً اٹھ کر وہاں سے چلا آؤں۔ مگر مجبوراً ایک گھنٹہ تک ان کی خدمت میں بیٹھا رہا۔ جب پیر صاحب گھر کو تشریف لے گئے۔ تو میں نے احمد دین سے کہا۔ کہ بھئی میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ میں یہاں دین سیکھنے کے واسطے آیا ہوں۔ یا کہ ایسی بدعات شنیعہ۔ اس نے کہا۔ تو بڑا بد اعتقاد ہے۔ میں نے کہا ہوا کرے۔ جبکہ یہ خود بدعتوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ تو مجھے کیا ہدایت کرینگے۔

؎ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

میں نے احمد دین کو مجبور کیا۔ اور وہاں سے بھی بے نیل مرام جیسے گئے تھے ویسے واپس آ گئے۔

سیال شریف کا عزم

شیخ احمد دین نے کہا کہ میں سیال شریف جانے والا ہوں حضرت مولانا شمس الدین صاحب کی خدمت میں۔ میں نے کہا چلو دیدار مرداں کفارۂ گناہ۔ گولڑے سے آ کر چند دن کے بعد سیال شریف شیخ احمد دین کی معیت میں جانے کا اتفاق ہوا۔ شیخ احمد دین نے اڑھائی سو روپیہ مولانا کی نذر کیا۔ تمام روز میں ایک نظارہ دیکھتا رہا۔ بہت سے اونٹ آتے تھے۔ اور حسب پسند داغ کئے جاتے تھے۔ اور داغ کر کے نذر پیر لے لئے جاتے تھے۔ اور غیر داغ والے مریدوں کو واپس کر دیئے جاتے تھے۔ اس روز یہی تانتا لگا رہا۔ حضرت مولانا شمس الدین صاحب اسی میں مصروف رہے۔ دوسرے روز حضرت مولانا کی خدمت میں شیخ احمد دین نے کچھ اپنے کاروبار ٹھیکہ داری کے متعلق عرض کر کے دعا کی درخواست کی۔ حضرت مولانا صاحب میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے۔ سائیں تو کتھوں آیاں ہے کے ناں ہے۔ اور کس مطلب لئے آیاں ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ فیوض باطنی سے کچھ حصہ لینے کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا چند دہاڑے ٹکیں گا یا جائینگا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت رہ نہیں سکتا۔ فرمایا۔ پیران چشت کی کچھ نذر من چھوڑ۔ میں خاموش ہو گیا۔ پیر صاحب نے پھر میری طرف توجہ نہیں فرمائی۔ یہاں سے بھی میں بے نیل مرام واپس ہوا۔ راستہ میں مجھے شیخ احمد دین صاحب نے کہا۔ کہ کوئی نذر مان لینی چاہیئے تھی۔ میں نے کہا بھئی نذر وذر ماننی تھی تو پیران رتر چھتر میرے لئے کافی تھے۔ کہ میرے پیر تھے اور میرے والدین کے بھی پیر تھے۔

تعویذ لکھنے کا شوق

پھر میں پنجاب میں کسی بزرگ کی خدمت میں نہیں گیا۔ اس اثناء میں مجھے کشمیر جانے کا اتفاق ہوا۔ کیونکہ میری بیوی کا پھوپھی زاد بھائی عبداللہ پیر۔ جو
سری نگر میں ڈپٹی انسپکٹر تھا سخت علیل ہو گیا تھا۔
اور میرے پھپھیا سسر مصطفےٰ پیر صاحب عرف
مس پیر نے جو اس وقت ایک پیر کین ۔ال تھے
میری بیوی کو آ کر مجبور کیا۔ کہ عبداللہ کشمیر میں جا
عبداللہ پیر کو ساتھ لے آئے۔ یا اس کی خبر لیو
میں نے ہر چند معذرت کی۔ لیکن انہوں نے ۲۵/ رو
لا کر آگے رکھ دیئے اور کہا بیٹا ضرور جاؤ۔ اور میری
سفید ریش کی طرف خیال کرو۔ میں کشمیر میں گیا۔
وہاں حضرت میر عبدالاحد صاحب اندرابی جو مولو
ابو محمد حسن شعری کے شاگرد تھے۔ اور قادریہ خاند
کے سجادہ نشین تھے۔ اور بذریعہ خط وکتابت ا
سے سابقہ تعارف تھا۔ ان سے ملا۔ میر عبدالاح
صاحب اندرابی عربی اور فارسی میں اچھی مداخل
رکھتے تھے۔ شعر بھی کہا کرتے تھے۔ ان کو تعویذات
اور عملیات میں بہت کچھ دخل تھا۔ چنانچہ میں نے ا
سے تعویذوں کا بھرنا۔ تعویذ لکھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اعداد نقش پید
غالب مغلوب۔ طالب مطلوب۔ اعداد منحا
وغیرہ سیکھے۔ پھر انہوں نے ایک عربی کی کتا
دی۔ جس کا نسخہ میرے پاس پہلے سے موجو
اس کا میں نے ترجمہ کیا۔ اور وہ چھپ چکا ہے
جس میں متعدد تعویذات کا بھرنا اور لکھنا در
ہے۔ وہ لاہور کے چھاپہ خانہ میں کرم الد
نے چھپوائی تھی۔ لیکن ان نقشوں کے لکھنے سے
مجھے کوئی مفاد حاصل نہ ہوا۔ اس واسطے میں
علم سے بھی دستکش ہو گیا۔ لیکن دل میں عملیا
کا شوق گدگداتا رہا۔

بریلی میں ایک باکمال شخص کا ذکر

جب میں رامپور میں پہنچا۔ تو سنا کہ بریلی میں
ایک باکمال بزرگ ہیں۔ حضرت شاہ نظام الدین
خلف حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی چشت
نظامی۔ ان کو دیکھنے کے واسطے بریلی گیا
زیارت نصیب ہوئی۔ میں نہایت ارادت ا
ادب کے ساتھ ان کے حضور بیٹھا ہوا تھا۔
ناگاہ ایک طوائف آ گئی۔ اس نے دو پونڈ حضر
کی نذر کئے۔ اور قدم بوسی کی۔ حضرت نے وہ
پونڈ اس سے لے لئے۔ اس نے دست ب
عرض کیا۔ کہ حضرت حضور نے مجھ کو ایک نقش
دیا تھا۔ جس کی برکت سے برج موہن سرنداس
رام پور کا خزانچی میرا تابعدار بن گیا تھا۔ بدقسمت
سے وہ نقش مجھ گنہگار سے گم ہو گیا۔ اب خزانچی مو
مجھ سے ونٹ ہو گیا ہے۔ حضرت شا
نظام الدین حسین نے ارشاد فرمایا۔ ہاں۔ ا
دیا جائے گا۔ خاطر جمع رکھو۔

میرے بد اعتقاد دل نے فوراً مجھے ا
مجلس سے اٹھنے کی انگیخت کی۔ میں سلام
بغیر ہی دل میں لاحول پڑھتا ہوا باہر نکلا۔ ا
کے خلیفہ صاحب باہر بیٹھے ہوئے چند سفید پو
بزرگ ہستیوں کو ارادت کا سبق تلقین فرما ر

تھے۔ مجھ کو دیکھ کر فرمانے لگے۔ آپ حضرت صاحب کے حضور سے بڑی جلدی اٹھ آئے ں۔ میں نے واقعہ عرض کیا۔ فرمانے لگے۔ کیا قرآن ریف کی آیات میں برکت نہیں۔ میں نے کہا معاذ اللہ کیا رآن شریف کی آیات ایسی بداعمالی کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ خلیفہ صاحب کچھ خاموش ہو گئے۔ اور ں وہاں سے اٹھ کر اپنے اس سفر پر اور خرچ فر پر دل میں افسوس کرتا ہوا رام پور واپس آگیا

مولوی ولی نبی صاحب سے ملاقات

ایک شخص میرا دوست یعقوب علی تھا۔ اس نے چھا کہ کہاں گئے تھے۔ میں نے ان سے ذکر کیا ہوں نے کہا۔ وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اں ایک مقدس وجود موجود ہے۔ حضرت نیا ولی نبی صاحب نقشبندی مجددی قطب زمانہ ہیں۔ آپ سے ملیں۔ منشی گوہر علی ایک مرید کی وساطت سے میرا دوست تھا۔ میں مولوی ولی نبی صاحب کی مت میں گیا۔ آپ ایک مسجد میں تشریف رکھتے تھے پ مجددی طریقہ میں بیعت لیتے تھے۔ صبح کے وقت لقہ ہوا کرتا تھا۔ گوہر علی نے کہا کہ یہ حضرت ب سے آئے ہیں۔ اور ارادہ بیعت کا رکھتے ں۔ چنانچہ میں نے اسی جگہ کچھ مٹھائی منگوائی۔ اور روپیہ نذر کیا۔ اور بیعت کی۔ آپ نے ی مراقبے کا طریقہ جو حضرت امام علی شاہ صاحب ہیر صادق علی شاہ صاحب ارشاد کیا کرتے تھے۔ ایا۔ اور کہا کہ صبح نماز یہاں آکر پڑھا کرو۔ ں ان کی خدمت میں اکثر صبح کے وقت آپ کے قہ میں حاضر ہوتا۔ اور ایک مدت تک مراقبہ کرکے ھا رہتا۔ گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ کے بعد آپ ہاتھ اٹھاتے عا کرتے اور چلے جاتے۔ نہ کسی پر وجد تھا۔ نہ ل تھا۔ چند روز کے بعد ان کے مریدوں سے لوم ہوا۔ کہ آپ حزب البحر کے بڑے عامل ہیں ں نے بھی حزب البحر پڑھنے کی اجازت طلب کی

حزب البحر پڑھنے کا طریق

فرمایا۔ تین روز زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ اور زکوٰۃ یہ طریقہ بیان کیا۔ کہ تین سیر جو اپنے ہاتھ سے ت دفعہ دریا کے پانی سے دھو کر سکھاؤ۔ اور پنے ہاتھ سے باوضو ہو کر پیسو۔ اور کورے برتن ں ڈال کر کورا پیالہ اور کورا لوٹا لے کر دریا کنارے چلے جاؤ۔ وہاں تین دن دن بھر روزہ ھو۔ اور بوقت افطار اپنے ہاتھ سے جو گوندھو وہ چھنے ہوئے نہ ہوں۔ اور اپنے ہاتھ سے ؤ۔ اور بغیر سالن روٹی میں صرف نمک ڈال کر کھا ؤ۔ اور احرام باندھ کر یعنی ایک چادر نیچے ایک در اوپر ننگے سر اور ننگے پاؤں سو دفعہ روزانہ ت اور دن میں حزب البحر کو باوضو پڑھو۔ اور ضو ٹوٹنے پر فوراً پھر وضو کر لیا کرو۔ اور سوائے ں کے کوئی اور غذا استعمال نہ کرو۔ اور نہ کسی شخص سے کلام کرو۔ اور سوتے وقت زمین پر سوؤ۔ اور جب سو کر اٹھو تو اسی وقت دریا کے پانی سے غسل کرو۔ اور جب زکوٰۃ پوری کر چکو۔ تو ایک مرغ لے کر گھر میں آکر ذبح کرو۔ اور اسے پکا کر تین مسکینوں کو کھلا دو۔ پھر ہر روز کسی نماز کے بعد صرف ایک دفعہ حزب البحر پڑھ لیا کرو (اس مجاہدہ کو ترک جلالی وجمالی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں گوشت بھی ترک کیا جاتا ہے۔ اور دودھ دہی۔ گھی اور سبزی وغیرہ بھی)

میں نے حسب الارشاد رامپور کے دریائے کوسی پر جو سٹیشن کے قریب ہے ایک مسجد میں۔ جو جرنیل عظیم الدین خان نے ویرانے میں بنوائی تھی۔ یہ عمل شروع کیا۔ دو روز تو میں نے جوں توں کرکے نان ونمک پر گزارہ کیا۔ مگر تیسرے روز پیچش شروع ہو گئی۔ اور بار بار پاخانے آنے لگ گئے ساتھ ہی شدید بخار ہو گیا۔ میں نے جوں توں کرکے دن کاٹا۔ بار بار وضو کرتا تھا۔ اور بار بار حزب البحر پڑھتا تھا۔ لیکن بہرحال میں نے افتاں وخیزاں تین سو کی تعداد کو پورا کر لیا۔ شہر سے کوئی پونے دو میل کا فاصلہ تھا۔ میری عادت ننگے پاؤں پھرنے کی نہیں تھی۔ جابجا کانٹے لگ گئے۔ اور آخر گرتا پڑتا گھر پہنچا۔ بعد ازاں ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ جس نے مجھ سے یہ عمل چھڑا دیا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ نواب صاحب کی ایک خاص طوائف جے پور کی بائی صاحبہ جس پر نواب صاحب عاشق تھے ان سے روٹھ کر جے پور چلی گئی۔ اور باہمی ناچاقی ہو گئی۔ نواب صاحب ہرچند منت وسماجت کرتے تھے۔ لیکن وہ رامپور میں آنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ نواب صاحب کے حاشیہ نشینوں میں سے کسی نے کہا۔ مولوی ولی نبی صاحب کو بلا کر آپ فرمائیں۔ چنانچہ نواب صاحب نے مولوی صاحب کو بلوایا۔ اور کچھ نذر بھی دی اور عرض حال کیا۔ مولوی صاحب نے کہا۔ میں وظیفہ شروع کرتا ہوں۔ چنانچہ ادھر مولوی صاحب نے وظیفہ شروع کیا۔ اور ادھر نواب صاحب نے اپنی ریاست کے چیف انجینئر رائٹ صاحب کو جو دو ہزار روپیہ تنخواہ پاتا۔ اور انگریزوں میں بڑی وجاہت رکھتا تھا۔ مہاراجہ جے پور کے پاس بھیجا۔ اور وہ مہاراجہ کو سمجھا بجھا کر بائی صاحبہ کو ساتھ لے آیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ میرے عمل کی تاثیر ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب کا مشاہرہ مقرر ہو گیا۔ چونکہ میں بوجہ حضرت مولوی غلام علی صاحب قصوری کی تعلیم کے ایسے امور کو کراہت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ میں نے حزب البحر شریف کا عمل چھوڑ دیا۔ اور مولوی صاحب کی خدمت میں بھی آنا جانا ترک کر دیا۔

ایک اور بزرگ کی صحبت

بعد اس کے میاں محمد عاشق صاحب رام پور کی خدمت میں جانے لگ گیا۔ اور ان کے صاحبزادہ خواجہ میاں صاحب سے تعارف بڑھ گیا۔ آپ ایک درویش صورت گوشہ نشین تھے۔ جب ان سے استدعا کی گئی۔ کہ آپ مجھ کو کوئی حصول کشف کا طریقہ بتائیں تو فرمانے لگے جو مجھ کو نہیں آتا آپ کو کیا بتاؤں۔ میں نے گستاخانہ عرض کیا کہ یہ مسند آرائی پھر کیسی۔ کہنے لگے پیٹ پالنے کا دھندا ہے۔ جب کوئی کام نہ آیا تو پیری مریدی لے بیٹھے۔ ان کے انکار سے مجھے شبہ پڑ گیا۔ کہ یہ ضرور کچھ جانتے ہیں۔ میں نے کہا حضرت اس انکار سے آپ کی مطلب براری نہیں ہوگی۔ من از دامن طلب دست برنہ دارم۔ فرمانے لگے اچھا آتے جاتے رہا کرو۔ میں اکثر ان کی خدمت میں جاتا تھا۔ لیکن ادھر ادھر ہی کی باتیں ہوتی تھیں ایک دن عرض کیا۔ کہ میں تضیع اوقات کے لئے تو نہیں آتا کہنے لگے تمہارے آنے سے دل بہل جاتا ہے۔ کوئی چٹکلا سنا جاتے ہو۔ ہنسا جاتے ہو۔ کوئی شعر سنا جاتے ہو۔ میں نے کہا پھر میں بیکار کیا جاتا ہوں۔ ایک دن فرمانے لگے تا ارادتے نیاری۔ سعادتے نبری۔ میں نے عرض کیا میں آپ کا دل سے مرید ہوتا ہوں نہ کہ زبان سے کہنے لگے۔ کہ زبان اور جان دونوں کا اتحاد ایمان میں شرط ہے۔ میں نے کہا دل کا حال خدا جانتا ہے۔ لیکن زبان دل کی ترجمان ہے۔ زبان سے تو عرض کیا ہے۔ پاؤں نے تصدیق کر دی۔ کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمانے لگے کہ حبس نفس کیا کرو۔ میں نے کہا جوانی کا عالم ہے۔ باغ میں بلبل حبس نفس نہیں کر سکتا۔ کوئی ذکر شغل ہی بتائیں کوئی وظیفہ ارشاد ہو۔ کہنے لگے اللہ اللہ کیا کرو۔ میں ان کی خدمت میں جاتا رہا۔ لیکن چند روز کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ بے شک ایک سادہ مزاج انسان تھے۔ لیکن مجھ کو ان کی صحبت سے کوئی فیض حاصل نہ ہوا۔

میاں منصور صاحب رامپوری کی خدمت میں

اس وقت ایک اور بزرگ رام پور میں مشہور تھے۔ میاں منصور صاحب۔ آپ ہمیشہ داڑھی پر ٹھاٹھا باندھے رہتے تھے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ تاریخ کا مادہ نکالنے میں اچھی دسترس تھی۔ ان سے ملاقات کے بعد عرض کیا۔ کہ مجھے شعر وشاعری کی ضرورت نہیں مجھے تاریخ گوئی سے مطلب نہیں۔ مطلب سعدی دیگر است۔ ایک کشکول گدائی لے کر آیا ہوں۔ کچھ میرے کاسے میں بھی بھیجا ڈال دیا جائے۔ کہنے لگے۔ لو راجہ کے گھر میں موتیوں کا کیا کال ہے تم چہل کاف پڑھا کرو۔ ان کا لکھا ہوا مدت تک میرے پاس رہا۔ میں ہرچند چاہتا کہ میری زبان پر چہل کاف چڑھے مگر نہ چڑھا۔ کیونکہ چالیس کاف صرف دو سطروں میں جمع کئے ہوئے تھے۔ میں نے ایک ہفتہ کے بعد عرض کیا۔ یہ ٹیڑھی کھیر ہے۔ چہل کاف پڑھا نہیں جاتا۔ کوئی آسان چیز بتائیں۔ یہ تو رقیۃ العقارب ہے۔ میں تو چاہتا ہوں۔ کہ کوئی کیفیت قلبی حاصل ہو جائے۔ کہنے لگے ترک جلالی وجمالی کرنا پڑے گا۔ میں نے کہا حضرت علی سے نو

سوانح حیات حضرت حکیم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل رضی اللہ عنہ

مختلف پیروں، سجادہ نشینوں، فقیروں اور عاملوں سے ملاقاتیں

قبولِ احمدیت کی داستان

(۸)

مرتبہ مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل اسسٹنٹ ایڈیٹر "الفضل"

حضرت امام علی شاہ صاحب کا بیعت لینے سے انکار

مجھے یاد ہے۔ میری عمر ابھی کوئی سات آٹھ سال کی تھی۔ کہ میں نے حضرت پیر امام علی شاہ صاحب کو ایک دفعہ وضو کرایا جس پر آپ نے مجھے دعائے خیر عطا کی۔ دس برس کی عمر تھی۔ کہ میری والدہ صاحبہ نے پیر امام علی شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اس کو بیعت میں لے لیا جائے۔ فرمایا۔ نہیں یہ میری بیعت توڑ دیگا۔ میری والدہ رو پڑیں۔ کہنے لگے نہیں میری ہی نہیں اور لوگوں کی بھی بیعت توڑے گا۔ بوڑھا ہو کر بیعت کریگا۔ تو شائد نہیں توڑیگا۔ جوانی میں تو کسی کے قابو آنے والا نہیں۔ میری والدہ نے عرض کیا۔ میں ایمان کی سلامتی چاہتی ہوں اسی واسطے بیعت کے متعلق عرض کرتی ہوں۔ فرمایا۔ میں دعا کردونگا۔ اللہ تعالےٰ اس کو اسلام کی محبت عطا کرے۔ اور شرک اور کفر سے بچائے۔

والد ماجد کا جواب

میری کوئی گیارہ سال کی عمر تھی۔ کہ حضرت امام علی شاہ صاحب انتقال فرما گئے۔ میری والدہ نے میرے والد صاحب سے کہا۔ کہ آپ ان کو اپنی بیعت میں داخل کریں۔ والد صاحب نے فرمایا۔ حضرت صاحب نے جو کچھ اس کے حق میں فرمایا تھا۔ تمہیں یاد ہے۔ میں اپنی بیعت میں اس کو داخل نہیں کرتا۔ ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں میرا عاق نہ ہو جائے لیکن میری والدہ نے نہ مانا۔ اور مجھے حضرت صاحبزادہ پیر صادق علی شاہ صاحب (ابن پیر امام علی شاہ صاحب) کی خدمت میں پیش کیا۔

پیر صادق علی شاہ صاحب کی بیعت

حضرت صاحبزادہ صاحب نے مجھے اپنی بیعت میں داخل کیا۔ اور بعد توبہ و استغفار میرے دونوں انگوٹھے دایاں دائیں ہاتھ میں اور بایاں بائیں ہاتھ میں لے کر ایک گھنٹہ تک خاص توجہ فرماتے رہے۔ میں حضرت امام علی شاہ صاحب کے حلقہ میں اکثر بیٹھا کرتا تھا۔ اور دیکھتا تھا۔ کہ جس کو آپ توجہ دیتے تھے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگ جاتا تھا۔ لیکن میرے دل پر صاحبزادہ صاحب کی توجہ کی کوئی کیفیت طاری نہ ہوئی۔ جس کو میں نے اپنی قساوتِ قلبی پر محمول کیا۔ مہینہ بھر تک حضرت کی توجہ میں جو شام کے وقت وہ دیا کرتے تھے میں بیٹھتا۔ بعض کو کچھ اثر بھی ہوتا۔ لیکن مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ صاحبزادہ صاحب نے مجھ کو تلقین کی۔ کہ ہر نماز کے بعد ایک سو ایک دفعہ یہ درود پڑھا کرو۔

وصل اللّٰہ علی حبیبہٖ محمد و آلہٖ وسلم۔ اور بعد مغرب ایک گھنٹہ مراقبہ کر کے بیٹھا کرو۔ تمہیں خود کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ لیکن نہ میں نے مراقبہ کیا۔ اور نہ مجھ میں کیفیت پیدا ہوئی۔

میاں امیر الدین صاحب کی بیعت

میرے خسر میاں امیر الدین صاحب (پہلی بیوی کے والد) چونکہ حضرت امام علی شاہ صاحب کے مجاز خلیفہ تھے اس لئے اس کے بعد انہوں نے مجھ کو اپنی بیعت میں لے کر توجہ شروع کی۔ اور چند دن تک مجاہدہ فرماتے رہے۔ لیکن ان کی توجہ سے بھی میرے دل پر کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ آخر اکتا کر انہوں نے بھی توجہ چھوڑ دی۔ اور فرمایا اس کا دل بہت سخت ہے۔

مولوی عبد الحکیم صاحب دھرم کوٹی سے گفتگو

ایک روز مولوی عبد الحکیم صاحب دھرم کوٹی سے۔ جو کسی قدر توہب کی طرف مائل تھے میں نے ذکر کیا۔ کہ رتہ چھتر مکان شریف میں میں حضرت امام علی شاہ صاحب کے زمانہ میں دیکھا کرتا تھا۔ کہ آپ کی توجہ سے صدہا باوقار شخص وجد کی حالت میں مرغ بسمل کی طرح تڑپتے تھے۔ لیکن اب وہ حالت نہیں پائی جاتی۔ مولوی عبد الحکیم صاحب فرمانے لگے۔ جس قدر مجاہدہ اس بارہ میں میاں امام علی شاہ صاحب نے اٹھایا تھا۔ اس کا عشرِ عشیر بھی کسی نے نہیں اٹھایا۔ اس واسطے وہ تاثیر نہیں ہوتی۔ یہ تمہارے دل کی سختی وغیرہ کی بات نہیں میرے نزدیک وہ برکت اس خاندان سے اٹھ گئی ہے اور برائے نام پیر زادگی رہ گئی ہے۔ تم اس خیال میں مت پڑو۔ تم یہ تو بتاؤ کہ تمہارے دل میں قرآن و حدیث اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے یا نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ مولوی صاحب میں اپنے دل میں بے حد عظمت پاتا ہوں۔ فرمانے لگے بس یہی ایمان کی نشانی ہے وجد اور حال اسلام کی شرط نہیں ہے۔ اتباع سنت مومن بننے کے لئے کافی ہے۔ میں نے کہا آخر یہ نظارہ جو میں نے دیکھا ہے اس کا وجود کیا ہے۔ اور اب کیوں نہیں۔ کہنے لگے اس کی تلاش کرنا بے سود ہے۔ اگر تمہیں شوق ہے۔ تو کسی اور سلسلہ میں جا کر دیکھ لو

سیّد رحیم شاہ صاحب کی بیعت

بعد چند روز کے کشمیر سے ایک بزرگ آئے۔ ان کا نام سید رحیم شاہ صاحب تھا۔ اور وہ قادری سلسلہ میں بیعت لیتے تھے۔ میں بوساطت پیر عظیم شاہ صاحب قادری امرتسری ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی بیعت میں داخل ہوا۔ آپ نے ذکر جہر کی تلقین کی۔ اور فرمایا۔ رات کو تہجد کے بعد بڑی اونچی آواز سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اس زور سے پڑھا کرو۔ کہ مکان گونج اٹھے۔ اور الا اللہ کی ضرب قلب پر لگاؤ۔ اس وردِ مکرم کی برکت سے تمہارا قلب جاری ہو جائیگا جوانی اور جوانی کی نیند تہجد کے لئے کہاں اٹھنے دیتی تھی۔ لیکن میں ان کے کہنے کے مطابق گھبرا کر اٹھ ہی بیٹھتا تھا۔ اور اپنے بالاخانہ پر گرمیوں کے دن میں اس زور شور سے یہ ذکر جہر کیا کرتا تھا۔ کہ نہ صرف گھر والوں کی بلکہ پڑوسیوں کی نیند بھی اچاٹ ہو جاتی۔ لیکن چونکہ ذکر خیر تھا۔ اس لئے کوئی شخص میرا مزاحم نہیں ہوتا تھا۔

ذکر جہر کی بجائے ذکر خفی کی تلقین

ایک شب حضرت مولوی ابو محمد حسن شاہ صاحب شہری قادری میرے استاد تشریف لائے۔ انہوں نے رات کو میری یہ حالت دیکھی۔ تو صبح کو بعد نماز ارشاد فرمایا۔ ذکر خفی کرنا بہتر ہے۔ اس زور شور سے ذکر کرنے سے تمہارے دل و دماغ پر برا اثر پڑے گا۔ اور لوگوں کی نیند میں خلل بھی ہوتا ہے یہ ٹھیک نہیں۔ اگر ذکر جہر کرنا ہو۔ تو شہر سے باہر کسی میدان میں جا کر کیا کرو۔ تاکہ لوگوں کے آرام میں خلل نہ پڑے۔ مگر تم بیکار ہو جاؤ گے اور تمہارے دل و دماغ کو صدمہ پہنچے گا۔ ذکر جہر سے بہتر ذکر خفی ہے۔ واذکر ربک فی نفسک تضرعًا

وخیفۃً ودون الجھر من القول بالغدوّ والاٰصال۔ میں تم کو ذکر خفی کا طریقہ بتاتا ہوں۔ جو حضرت شیخ احمد صاحب طاربلی کشمیری سے مجھ کو حاصل ہوا ہے۔ وہ شروع کرو۔ وہ اس سے جلد منزل مقصود تک تمہیں پہنچا دے گا۔ میں نے جاکر اپنی والدہ ماجدہ سے ذکر کیا۔ کہ مولوی صاحب مجھ کو ذکر جہر سے منع کرتے ہیں۔ وہ فرمانے لگیں۔ مولوی غلام علی صاحب قصوری کی خدمت میں جاکر عرض کرو۔ کیونکہ وہ اس وقت سارے شہر میں قرآن و حدیث کے زیادہ ماہر ہیں۔

مولوی غلام علی صاحب قصوری کی خدمت میں

میں حضرت مولوی غلام علی صاحب قصوری کی خدمت میں گیا۔ اور تمام ماجرا بیان کیا۔ مولوی صاحب ہنس کر فرمانے لگے۔ دونوں طریق خلاف سنت ہیں۔ نماز پڑھو۔ روزے رکھو۔ حدیث پڑھو۔ قرآن کا صحیح ترجمہ آکر سنا کرو۔ ولی بننے کا فکر چھوڑ دو۔ سیدھے سادھے مسلمان اور مومن بنو۔ اور دنیا کا کاروبار کرو۔

لیکن مولوی صاحب کے فرمانے کا میرے دل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ میں نے حضرت مولوی ابو محمد حسن قنعری اپنے استاد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ ذکر تو نہ کیا۔ کہ مولوی غلام علی صاحب قصوری نے ایسا ارشاد فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ نوہب سے سخت دشمن اور مولوی غلام علی صاحب کو برا جانتے تھے۔ اور زود رنج طبیعت کے تھے۔ البتہ عرض کیا۔ کہ مجھے ذکر خفی تلقین فرمایا جائے۔ انہوں نے فرمایا بعد نماز مغرب میرے پاس آنا۔ میں تم کو اس کا طریقہ بتا دوں گا۔ میں کچھ مٹھائی لے کر مغرب کی نماز کے وقت حاضر ہوا نماز مغرب ان کی اقتدا میں پڑھی۔ اور مٹھائی پیش کی فرمانے لگے خدا تیری مراد پوری کرے۔

ذکر خفی کا طریق

پھر تنہائی میں مجھے چار زانو سیدھا بٹھا کر ذکر خفی کا یہ طریق ارشاد ہوا۔ کہ لا الٰہ الا اللہ میں لا کو قلب سے کھینچو۔ اور اس قدر بڑھاؤ۔ کہ الا اللہ کی ضرب دماغ میں لگے۔ اور سانس چھوڑ دو۔ پھر دوسری دفعہ لا الٰہ دماغ میں کہو اور الا اللہ کی ضرب قلب پر لگاؤ۔

تپ دق کی علامات

چونکہ اس میں حبس نفس کیا جاتا تھا۔ میں نے چند روز ایسا کرنا شروع کیا۔ تو میری آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔ اور بدن میں ایک حرارت پیدا ہوگئی۔ جیسے کہ تپ کی حالت ہوتی ہے۔ لیکن مجھ کو تپ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ حکیم حسام الدین صاحب کے پاس ایک دن ملنے کو گیا۔ کیونکہ میری بیوی کو سخت پیچش ہوگئی تھی۔ حکیم صاحب نے سفوف نقلیانا اپنے ڈبہ میں سے نکال کر۔ دو پڑیہ میں باندھ کر مقدار بتا کر میرے ہاتھ پر رکھا۔ اتفاقاً حکیم صاحب کا ہاتھ میرے ہاتھ سے لگ گیا۔ فرمانے لگے۔ تجھے تو سخت تپ ہوگیا ہے۔ نبض دکھلا۔ میں نے نبض دکھلائی تو فرمایا قریب ہے کہ تجھے دق ہوجائے۔ ابھی سے علاج شروع کرو۔ اور پرہیز کرو۔ یہ حالت تمہاری کب سے ہے۔ میں نے تمام قصہ مولوی حسن صاحب کا بیان کیا۔ حکیم حسام الدین صاحب فرمانے لگے۔ اتنا شوق ہے۔ تو درود شریف ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرو۔ ذکر خفی اور ذکر جہر سب چھوڑ دو۔ انسان کی صحت پر ایسے ذکر اچھا اثر نہیں رکھتے۔ دیکھو میاں مظہر جمال یہاں ہوتے تو تم کو ایسے کاموں سے باز رکھتے۔ انہوں نے ایسے کام خود چھوڑ دئیے ہیں۔ (میرے والد ان دنوں مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے) حکیم صاحب فرمانے لگے مجھے اندیشہ ہے کہ تیرے قلب میں حرارت پیدا ہوکر تمام جسم میں نہ پھیل جائے۔ اور اس وقت پھر علاج کرنا مشکل ہو جائے گا۔ تو ماء الشعیر اور ماء الرائب (لسی کا پانی) پیا کر۔

حکیم صاحب کی ہجو

میں نے آکر مولوی حسن صاحب سے ذکر کیا۔ کہیں مولوی صاحب کو ابتدا سے ہی حکیم حسام الدین صاحب کے ساتھ کسی بات پر شکر رنجی ہو چکی تھی۔ آپ نے حکیم صاحب کی ہجو میں فوراً یہ دو شعر کہے ؎

حسام آنکہ از پاکیٔ جوہرش۔ دوا شد غذا و غذا شد دوا
معلم طب از نسخہ ہائے قدیم۔ اشارات دارد نہ دارد شفا

خبیث تو ان کے پاس کیوں گیا تھا۔ وہ تو شیعہ تفضیلی ہے۔ بظاہر تقیہ کئے ہوئے ہے۔ اسی واسطے کل علی، جو منشی صاحب نے کہا تھا۔ کہ میاں مظہر جمال کا بیٹا بھی تفضیلی ہوگیا ہے۔ تو مردود ہے۔ پاگل ہے دیوانہ ہے۔ تو چلا جا میرے پاس سے۔ اور ناراض ہوگئے۔ میں نے اس دن سے ذکر خفی بھی چھوڑ دیا چھوڑنے کے بعد ہی مجھے محسوس ہوا۔ کہ نفس الامر میں مجھے تپ شروع ہے۔ چند روز تک حکیم صاحب کے فرمانے کے مطابق سفوف سرطان۔ اور ماء الرائب پیتا رہا۔ کوئی دو ہفتے کے بعد تپ جاتا رہا۔ لیکن طبیعت نہایت مضمحل ہوگئی۔ میں نے حکیم صاحب سے جب اپنا حال پھر جاکر ظاہر کیا۔ تو فرمانے لگے ؎

خیالاتِ نادانِ خلوت نشیں
بہم بر زند آسمان و زمین

مولوی صاحب شاعر تو تھے ہی۔ لیکن اب صوفیا میں بھی پاؤں دھرنے لگ گئے ہیں۔ جز چند دن کے بعد میرے والد صاحب حج بیت اللہ سے واپس آئے مولوی حسن شاہ صاحب نے ان کی تاریخ کہی ؎

از حرم مظہر جمال آمد۔ بادلِ شاد و خاطر آگاہ
گفت بہر ورود او شعری۔ ابداً مظہراً جمالِ اللہ

ذکر جہر اور ذکر خفی کی نسبت والد ماجد سے سوال

ایک روز میں نے ذکر جہر اور ذکر خفی کی نسبت والد صاحب سے عرض کیا۔ فرمانے لگے میں نے بہت کچھ کیا ہے۔ لیکن حضرت پیر امام علی شاہ صاحب نے صرف توجہ سے میری عقدہ کشائی کی تھی۔ مگر میں تجھ میں نہ وہ طاقت پاتا ہوں نہ شوق۔ اس واسطے سیدھا سادے مسلمان بنتے رہو۔ مولوی غلام علی صاحب نے ٹھیک فرمایا تھا۔ اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں۔ کہ مسند بچھا کر بیٹھنا۔ اور گھٹنوں کو ہاتھ لگوانا۔ اور نذر نیاز لینا۔ اور تعویذ اور گنڈے دینا یہ سب ایسے امور ہیں۔ کہ قیامت کے دن اس کی نسبت بازپرس ہوگی۔ میں نے انہی خیالات سے یہ سب بدعات ترک کر دی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کا خیال کس طرح اس طرف مائل ہوا۔ فرمانے لگے میں اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھائی محمد علی دونوں حج کے سفر میں ہمراہ تھے۔ محمد علی کے سمجھانے سے میرا دل اس طرف سے بہت ہٹ گیا۔ انسان کو اپنی نجات کے لئے کوشش کرنی چاہئیے۔ اور اس کے لئے اتباع سنت کی ضرورت ہے۔ بے شک تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن بہت عمدہ چیز ہے۔ مگر اس کے لئے قرآن کریم کا پڑھنا۔ اور حدیث کا پڑھنا اور سنت نبوی پہ عمل کرنا اور سیرت صحابہؓ پہ چلنا ہی مفید ہے ؎

محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ
کسانیکہ زیں راہ برگشتہ اند
برفتند بسیار و سرگشتہ اند

تم مولوی غلام علی صاحب کی خدمت میں جاکر صبح کی نماز پڑھا کرو۔ وہاں درس قرآن ہوتا ہے۔ وہ سنا کرو چنانچہ میں اکثر اپنے والد صاحب کی حیات میں حضرت مولوی غلام علی صاحب قصوری کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔

نیچریت کی طرف میلان

انہی دنوں سرسید کا اخبار تہذیب الاخلاق (علی گڑھ) دیکھنے میں آیا۔ اور مجھ کو اس کے پڑھنے سے ایک لذت حاصل ہوئی۔ اس میں اکثر مضامین متعلق دینیات نکلا کرتے تھے۔ میں شہر کے رئیس اعظم حاجی غلام حسن صاحب کے پاس اس غرض سے آنے جانے لگ گیا۔ کہ تہذیب الاخلاق کے پرچے وہاں سے حاصل ہوا کرتے تھے۔ اور دیکھنے میں آتے تھے۔ ان کے پڑھنے کے نتیجہ میں طبیعت نیچری فرقہ کی طرف مائل ہوگئی۔ میرے ہم زلف منشی مہدی خانصاحب وزیر ریاست بہاولپور ان دنوں امرت سر میں ابھی بعہدۂ تحصیلداری تشریف رکھتے تھے۔ اور آپ حضرت اللہ بخش صاحب تونسوی خلیفہ حضرت شاہ سلیمان صاحب چشتی کے مرید تھے۔ اور بڑے پیر پرست تھے۔ میری پہلی بیوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ کہ حضرت امیری پیر صاحب مخدومی کی بیٹی سے نکاح ہوگیا۔ چنانچہ منشی مہدی خانصاحب سے بوجہ قرابت راہ و رسم پیدا ہوگئی۔

"قطب الاقطاب" کی زیارت اور بیعت

مجھے کہنے لگے۔ کہ تم نے اولیاء اللہ کو دیکھا نہیں؟